الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۳ جمعۃ المبارک ۲۹ مارچ ۱۹۹۶ء شمارہ ۱۳

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اتباع امام کو اپنا شعار بناوے

"میرے دعویٰ کا فہم کلید ہے نبوت اور قرآن شریف کی جو شخص میرے دعوے کو سمجھ لے گا۔ نبوت کی حقیقت اور قرآن شریف کے فہم پر اس کو اطلاع دی جائے گی۔ اور جو میرے دعویٰ کو نہیں سمجھتا اس کو قرآن شریف پر اور رسالت پر پورا یقین نہیں ہو سکتا۔

قرآن شریف میں جو آیت آئی ہے "افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت" (الغاشیہ:۱۸) یہ آیت نبوت اور امامت کے مسئلہ کو حل کرنے کے واسطے بڑی معاون ہے۔ اونٹ کے عربی زبان میں ہزار کے قریب نام ہیں اور پھر ان ناموں میں سے ابل کے لفظ کو جو لیا گیا ہے اس میں کیا سر ہے؟ کیوں الی الجمل بھی تو ہو سکتا تھا؟

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جمل ایک اونٹ کو کہتے ہیں اور ابل اسم جمع ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کو چونکہ تمدنی اور اجماعی حالت کا دکھانا مقصود تھا اور جمل میں جو ایک اونٹ پر بولا جاتا ہے یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا اس لئے ابل کے لفظ کو پسند فرمایا۔ اونٹوں میں ایک دوسرے کی پیروی اور اطاعت کی قوت رکھی ہے۔ دیکھو اونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کس طرح پر اس اونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں۔ اور وہ اونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیشرو کے ہوتا ہے وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں اور ان میں سے کسی کے دل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی جو دوسرے جانوروں میں ہے۔ جیسے گھوڑے وغیرہ ہیں۔ گویا اونٹ کی سرشت میں اتباع امام کا مسئلہ ایک مانا ہوا مسئلہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے "افلا ینظرون الی الابل" کہہ کر اس مجموعی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے جبکہ اونٹ ایک قطار میں جا رہے ہوں۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ تمدنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

ہر اندھیرے کے متقابل ایک نور ہے۔ جب تک یہ اندھیرے موجود رہیں گے نور داخل نہیں ہوگا

مختلف نفسانی اندھیروں کی نشاندہی اور ان سے بچنے کی نصیحت

(خلاصہ خطبہ جمعہ، ۱۵ مارچ ۱۹۹۶ء)

لندن (۱۵ مارچ): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے سورہ النور کی آیات ۴۰ اور ۴۱ کی تلاوت کرنے کے بعد گزشتہ خطبہ جمعہ کے مضمون کے تسلسل میں کئی اہم امور کو تفصیل سے بیان فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ گزشتہ خطبہ میں میں نے بتایا تھا کہ ان دونوں آیات کا تعلق اندھیروں سے ہے۔ اگرچہ بظاہر پہلی آیت میں روشنی کا منظر ملتا ہے اور دوسری آیت میں بیرونی اثرات کے اندھیرے ہیں جو بیرونی عوامل کے نتیجہ میں انسان کو نور بصیرت سے محروم کر دیتے ہیں۔ دوسری آیت میں نمایاں طور پر تین مختلف قسم کے اندھیروں کا ذکر ہے اور پہلی آیت میں مذکور اندھیرا جو نفس سے تعلق رکھتا ہے وہ بھی ایک اندھیرا نہیں بلکہ جیسا کہ قرآن کریم کی دیگر آیات ان نفسانی اندھیروں کی تفصیل بیان کرتی ہیں اس کے بھی بہت سے اندھیرے ہیں۔ اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحدید کی آیت ۲۱ کے حوالے سے بتایا کہ لعب و لہو، زینۃ و باہمی تفاخر اور اموال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی خواہش یہ وہ نفس کے اندھیرے ہیں جن سے اگر انسان محفوظ رہے تو اس کی زندگی مغفرت اور رضوان کی زندگی بن سکتی ہے۔ بصورت دیگر اس کی زندگی عذاب شدید کا مورد ہو سکتی ہے۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

دیانت اور امانت کے اعلیٰ مقام تک ان (واقفین نو) بچوں کو پہنچانا ضروری ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ عالمگیر کے ناظرین جانتے ہیں کہ ہر ہفتہ دو ایسی مجالس منعقد ہوتی ہیں جن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف احباب کے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں۔ جمعہ کے روز یہ مجلس اردو زبان میں ہوتی ہے اور اتوار کے روز انگریزی میں۔ اخبار الفضل انٹرنیشنل کے عالمگیر قارئین کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر آپ کے ذہن میں کوئی سوال پیدا ہو اور آپ چاہتے ہوں کہ حضور انور کی زبان فیض ترجمان سے اس کا جواب سنیں تو آپ یہ سوالات لکھ کر بذریعہ ڈاک یا فیکس بھجوا دیا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ باری باری یہ سوالات حضور انور کی خدمت میں پیش کر دئے جائیں گے اور آپ کو گھر بیٹھے ان کے جوابات براہ راست سننے کا موقع مل جائے گا۔ علاوہ ازیں دیگر ناظرین بھی جوابات سے استفادہ کر سکیں گے۔

ہفتہ، ۹ مارچ ۱۹۹۶ء:

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کی کلاس لی۔ سب سے پہلے ایک بچی نے گزشتہ کلاس میں پڑھی گئی نظم کا ترجمہ سنایا۔ جو پچھلی بار وقت کی کمی کی وجہ سے رہ گیا تھا۔ اس کے بعد ایک بچے نے مسجد میں داخل ہونے اور مسجد سے نکلنے کی دعا سنائی۔ جس کے بعد حضور نے ان دعاؤں میں آنے والے الفاظ "فضل" اور "رحمت" کے معانی سمجھائے۔ پھر ایک نظم ہوئی اور اس کے بعد ایک بچے نے کچھ احادیث بمع ترجمہ سنائیں۔ حضور انور نے بچوں کو ان احادیث کے معانی مثالیں دے کر تفصیل سے سمجھائے۔ بعد ازاں ایک چھوٹے بچے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بہت عمدہ تقریر کی جس سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوئے اور اسے انعام دینے کا وعدہ فرمایا۔ پھر ایک بچے نے حضرت مصلح موعودؓ کے بچپن کے تین نہایت پیارے واقعات سنائے اور اس طرح سے یہ کلاس اختتام پذیر ہوئی۔

اتوار، ۱۰ مارچ ۱۹۹۶ء:

آج سیرالیون کے احمدی احباب کے ساتھ حضور کی مجلس سوال و جواب ہوئی جو انگریزی میں تھی۔ سوالات یہ تھے:

☆ سیرالیون کی موجودہ سیاسی صورت حال کے حوالہ سے یہ سوال کہ کیا سیرالیون کی مدد کرنا مغربی دنیا کی حکومتوں کا اخلاقی فرض نہیں؟

☆ تاریخی طور پر اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ہجرت کر کے کشمیر کی طرف گئے تھے؟ حضرت عیسیٰؑ کی ہجرت کشمیر کے بارہ میں حضور نے تفصیلی جواب ارشاد فرمایا جو تبلیغ کے لحاظ سے بہت مفید ہے۔

☆ تقدیر کے بارہ میں سوال کہ کیا تقدیر پہلے سے طے شدہ ہوتی ہے یا انسان اپنی تقدیر خود بناتا ہے؟

☆ سیرالیون کی تازہ ترین صورت حال پر تبصرہ!

☆ اسلام میں کزن سے شادی کی اجازت ہے۔ مگر بعض لوگ اسے درست نہیں سمجھتے۔ اس کا کیا جواب ہے؟

☆ Genetic research اور Test tube Babies کے بارہ میں اسلامی تعلیم کیا ہے؟

سوموار، ۱۱ مارچ ۱۹۹۶ء:

ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۱۸ حضور ایدہ اللہ نے لی۔ جس میں آپ نے سورہ ھود کی آیت ۲۶ تا ۴۵ کا آسان ترجمہ اور ضروری مقامات کی تشریح بیان فرمائی۔

منگل، ۱۲ مارچ ۱۹۹۶ء:

آج ترجمۃ القرآن کے سلسلہ وار پروگرام کی کلاس نمبر ۱۱۹ ہوئی۔ جس میں حضور انور ایدہ اللہ نے سورہ ھود کی آیت ۴۶ سے ۶۹ تک کا ترجمہ و تفسیر بیان فرمائی۔

بدھ اور جمعرات، ۱۳ اور ۱۴ مارچ ۱۹۹۶ء:

حسب پروگرام ان دو دنوں میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہومیو پیتھی کی کلاس نمبر ۱۴۵ اور ۱۴۶ لیں جن میں آپ نے دمہ، گلے کی تکالیف، نزلہ، کھانسی اور مرگی کی بیماریوں اور ان کی ادویہ کے متعلق بتایا۔ نیز ایک ہندو ڈاکٹر کے بعض تجربات بیان فرمائے۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

سانحہ ڈنبلین

گزشتہ دنوں سکاٹ لینڈ میں ڈنبلین کے مقام پر ایک نہایت ہی دردناک واقعہ ہوا جس میں ایک ظالم شخص نے اچانک ایک پرائمری سکول کے ورزش کے کمرہ میں موجود کمسن معصوم طلباء و طالبات اور انکی اساتذہ پر گولیاں برسائیں جس کے نتیجہ میں ۱۶ بچے. بچیاں اور ایک استانی ہلاک اور متعدد شدید زخمی ہوئے۔ اس واقعہ کی کسی قدر تفصیلات اسی شمارہ میں الگ شائع کی جارہی ہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں بیک وقت ایک درندہ صفت انسان کے ہاتھوں معصوم .بچوں کی ناگہانی موت کے اس واقعہ نے سارے ملک کو شدید صدمہ اور گہرے غم اور افسوس کی لہریں لپیٹ لیا اور نہ صرف یہ کہ ملک کے طول و عرض سے بلکہ بیرون ملک سے بھی اس واقعہ پر انتہائی دکھ اور افسوس کا اظہار کیا گیا اور زخمی اور ہلاک ہونے والے .بچوں اور انکے اساتذہ کے ساتھ ہمدری اور افسوس کا اظہار کیا گیا۔

اس واقعہ کے حوالہ سے ریڈیو، ٹی.وی اور اخبارات میں یہ سوال بار بار اٹھایا گیا کہ آخر ایسا کیوں ہوا؟ بعض لوگوں نے سکولوں کے حفاظتی انتظامات کو بہتر بنانے کے لئے مؤثر اقدامات کرنے پر زور دیا۔ بعض نے بندوق، پستول وغیرہ اسلحہ کے حصول کے سلسلہ میں مزید قانونی پابندیاں عائد کرنے کا مطالبہ کیا تاکہ غیرذمہ دار افراد کے ہاتھوں میں اسلحہ نہ پہنچ سکے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اتنی بڑی تعداد میں اس دردناک طریق پر معصوم .بچوں کی موت کا یہ واقعہ اپنی نوعیت کا منفرد واقعہ ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ صرف یورپ اور امریکہ وغیرہ ترقی یافتہ مغربی ممالک میں ہی لاکھوں ایسے بچے موجود ہیں جو اپنے ہی گھروں میں یا یتیم اور لاوارث .بچوں کے مختلف اداروں میں ہر روز طرح طرح کے ذہنی و جسمانی تشدد اور جنسی زیادتیوں کا نشانہ بن رہے ہیں۔ لاکھوں ایسے بچے ہیں جن کے لئے انکے اپنے گھر امن و سکون کا گہوارہ ہونے کی .بجائے شدید نفسیاتی دباؤ اور ذہنی و جسمانی ٹارچر کا مرکز ہیں۔ لاکھوں ایسے ہیں جن کے ماں باپ کے درمیان طلاق واقع ہوچکی ہے اور وہ ماں یا باپ میں سے کسی ایک کے ساتھ رہتے ہیں اور والدین کے پیار سے محرومی اور خاندانی ناچاقیوں نے ان معصوم .بچوں کے سکون کو برباد کردیا ہے اور انکی زندگی موت سے بدتر ہے۔ بعض طرح طرح کی نفسیاتی الجھنوں میں مبتلا اور شدید ڈپریشن کا شکار ہیں اور بعض معاشرہ کے خلاف ایک انتقامی جذبہ لے کر جوان ہو رہے ہیں۔ سینما اور ٹی.وی پر دکھائی جانے والی گندی اور پرتشدد مناظر پر مبنی فلمیں ان میں مجرمانہ جذبات کو ابھارنے کا موجب بنتی ہیں۔ اخلاقی قدروں کے فقدان اور جنسی آزادی اور فحشاء کی کثرت نے معاشرے کے امن کو اٹھادیا ہے اور لوگوں میں دن بدن عدم تحفظ کا احساس بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ جہاں تک ان ملکوں کی حکومتوں کا تعلق ہے تو وہ ایسے واقعات کے اصل اور بنیادی محرکات و موجبات کا جائزہ لے کر ان کی اصلاح کی طرف متوجہ ہونے کی .بجائے محض قانونی اقدامات کے ذریعہ معاشرہ کی اصلاح کرنا چاہتی ہیں۔ حالانکہ جبر اور سختی کے ساتھ کبھی اصلاح معاشرہ نہیں ہوسکتی۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ محض قانون سازی سے جرائم کے سیلاب کو نہیں روکا جاسکتا۔ ان نفسیاتی بیماریوں کا علاج ضروری ہے جن سے مغلوب ہوکر یا بعض ناکامیوں پر انتقامی جذبات کے زیر اثر مخبوط الحواس لوگ ایسی حرکات کرتے ہیں۔ سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات .جمعہ میں قرآنی آیات کی روشنی میں ان اندھیروں کی نشاندہی فرما رہے ہیں جن میں پلنے والے افراد معاشرتی امن و سکون کو برباد کرنے کا موجب بنتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم غور سے ان خطبات کو سنیں اور نہ صرف یہ کہ خود ان اندھیروں سے .بچیں بلکہ اپنے ماحول کو بھی ان ظلمات سے صاف کرنے کی کوشش کریں اور ان تمام معاشرتی خرابیوں سے اسے نجات دلانے کی سعی کریں جن کے نتیجہ میں دنیا بڑی تیزی سے ہلاکتوں کی طرف بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

بقیہ ارشادات عالیہ

پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کے وقت ہوتی ہے۔ پس دنیا کے سفر کو قطع کرنے کے واسطے جب تک ایک امام نہ ہو انسان بھٹک بھٹک کر ہلاک ہو جاوے۔

پھر اونٹ زیادہ بارکش اور زیادہ چلنے والا ہے۔ اس سے صبر و برداشت کا سبق ملتا ہے۔

پھر اونٹ کا خاصہ ہے کہ وہ لمبے سفروں میں کئی کئی دنوں کا پانی جمع رکھتا ہے۔ غافل نہیں ہوتا۔ پس مومن کو بھی ہر وقت اپنے سفر کے لئے تیار اور محتاط رہنا چاہئے۔ اور بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔ فان خیرالزاد التقویٰ (البقرہ:۱۹۸)۔

انظر کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیکھنا بچوں کی طرح دیکھنا نہیں ہے بلکہ اس سے اتباع کا سبق ملتا ہے کہ جس طرح پر اونٹ میں تمدنی اور اتحادی حالت کو دکھایا گیا ہے اور ان میں اتباع امام کی قوت ہے اسی طرح پر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اتباع امام کو اپنا شعار بناوے کیونکہ اونٹ جو اس کے خادم ہیں ان میں بھی یہ مادہ موجود ہے۔

"کیف خلقت" میں ان فوائد جامع کی طرف اشارہ ہے جو ابل کی مجموعی حالت سے پہنچتے ہیں۔

(ملفوظات جلد ۲ [مطبوعہ لندن] صـ ۱۳۳، ۱۳۴)

☆ بقیہ مختصرات

جمعۃ المبارک، ۱۵ مارچ ۱۹۹۶ء.

اردو بولنے والے احباب کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس سوال و جواب ہوئی۔ احباب نے حضور ایدہ اللہ سے درج ذیل سوالات کئے.

☆ پرسوں سکاٹ لینڈ کے شہر ڈمبلین (Dumblane) کے پرائمری سکول میں ایک پاگل نے فائرنگ کے ذریعہ ۱۶ معصوم بچوں اور ان کی ٹیچر کو ہلاک کر دیا ہے۔ اس دردناک واقعہ پر سارے ملک میں افسوس اور ہمدردی کا اظہار ہو رہا ہے۔ اور یہ بحث چل رہی ہے کہ اس قسم کے واقعات کی روک تھام مؤثر طریق پر ہونی چاہئے حضور انور کا اس واقعہ کے بارہ میں کیا تبصرہ ہے؟

☆ سورہ رعد کی آیت نمبر ۱۸ "اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض" کی تشریح میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ "دوسروں کے لئے دعا کرنے میں ایک عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے کہ عمر دراز ہوتی ہے"۔ سوال یہ ہے کہ بعض نیک اور دعاگو لوگ جلدی فوت ہو جاتے ہیں۔ حضور سے اس بارہ میں روشنی ڈالنے کی درخواست ہے؟

☆ جاگنگ (Jogging) اور Walking میں سے کون سی ورزش صحت کے لئے زیادہ مفید ہے، خصوصاً انصار کے لئے؟ نیز حضور انور سے اس کے فوائد پر روشنی ڈالنے کی درخواست ہے۔

☆ پچھلے دنوں سکاٹ لینڈ میں ایک تحقیقی ادارے نے دو بھیڑوں کو پیدا کیا ہے جسے Cloning کا نام دیا گیا ہے۔ یعنی ایک Embryo لے کر اس کی کئی (Genetically Identical) Copies بنائیں اور پھر اسے رحم میں داخل کیا جس کے نتیجے میں دو ہم شکل بھیڑیں پیدا ہوئیں۔ بعض اداروں کو اس خبر سے فکر ہے کہ آئندہ کہیں اس تجربہ سے ایسے ہم شکل انسان نہ پیدا ہونے لگیں۔ حضور کا اس بارہ میں کیا خیال ہے؟

☆ زرتشتی مذہب والوں کا کہنا ہے کہ زرتشت نبی آج سے آٹھ ہزار برس پہلے آئے تھے گویا وہ ہمارے آدمؑ سے پہلے آئے تھے۔ اسی طرح وہ کہتے ہیں کہ ان کی مقدس کتاب میں اللہ تعالیٰ کے ۱۰۱ نام درج ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا ان کی یہ بات حقیقت پر مبنی ہے یا انہوں نے اسلام سے یہ بات لی ہے؟

☆ حضرت خضرؑ کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے نبی تھے۔ اصل حقیقت کیا ہے۔ اور کیا وہ اس کام پر مامور ہیں کہ جو لوگ روحانی یا جسمانی طور پر راستہ بھول جائیں ان کی مدد اور رہنمائی کریں؟

☆ ہم کہتے ہیں کہ اسلام مکمل مذہب ہے لیکن بچوں کی شادیوں کے موقعہ پر ہم انہیں تھوڑی دیر کے لئے Casually ہی ایک دوسرے کو دیکھنے کا موقعہ دیتے ہیں۔ مگر اتنے تھوڑے عرصہ میں انہیں ایک دوسرے کی طبیعت کو صحیح معنوں میں Study کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ حضور سے وضاحت کی درخواست ہے۔

☆ تالیاں بجا کر داد دینے کا عام رواج ہے، خصوصاً مغربی دنیا میں۔ اسلام میں اس پر کس حد تک پابندی ہے؟

☆ اس بات کا امکان ہے کہ ہمارا نظام شمسی تباہ ہو جائے گا۔ حضور کا اس بارہ میں کیا خیال ہے؟

☆ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰؑ کی مثال حضرت آدمؑ سے دی ہے۔ اس سے کیا مراد ہے؟

(ع - م - ر)

بقیہ (خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۵ مارچ ۱۹۹۶ء)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جو چیز نفس سے اٹھتی ہے وہ اسے خوبصورت بن کر دکھائی دیتی ہے۔ اور اکثر انسان پہچان نہیں سکتا کہ یہ اندھیرا ہے یا روشنی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ فی زمانہ لعب و لہو کو زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے اور زندگی کی روزمرہ کی بنیادی ضرورتوں کو کم اہمیت دی جا رہی ہے۔ لہو و لعب کی پیروی سے کئی قسم کے جرائم پیدا ہوتے ہیں اور لھو و لعب کا رسیا انسان دوسروں کی ہمدردی سے دن بدن خالی ہوتا چلا جاتا ہے اور جب لہو و لعب کی تمنا زیادہ ہو اور انسان اسے پورا نہ کر سکتا ہو تو پاگل پن تک پہنچ جاتا ہے۔ لعب بھی جب سر پر سوار ہو جائے تو جنون بن جاتی ہے اور جنون ہی اندھیرا ہے۔ اس تعلق میں حضور ایدہ اللہ نے حال ہی میں عالمی کرکٹ ٹورنامنٹ میں ہندوستان، پاکستان وغیرہ ممالک کے مقابلوں میں بعض ٹیموں کے ہارنے پر ان ملکوں کے عوام کے غلط رد عمل اور مجنونانہ حرکتوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ سب اندھیرے ہیں اور یہ اندھیرے دنیا پر غالب آ رہے ہیں لیکن دکھائی نہیں دے رہے۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید توجہ دلاتا ہے کہ جہاں تم نے توازن کو کھو دیا وہاں بعض طبعی حالتیں ہی اندھیرے بن جایا کرتی ہیں۔ اگر دنیا کی لذتیں اس حد تک رکھی جائیں جس حد تک وہ فرائض پر اثرانداز نہ ہوں تو جائز ہے۔ لیکن لعب و لہو کی لذت حد سے بڑھے تو وہی لذت سزا بن جایا کرتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے زینت اور باہمی تفاخر کے مضمون کو بھی بیان فرمایا اور فرمایا کہ ایسی زینت جس کا دکھاوے اور باہمی تفاخر سے تعلق ہو وہ اپنے ساتھ اندھیرے رکھتی ہے۔ ایک وہ زینت ہے جو انسان اس لئے اختیار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پسند کرتا ہے کہ مومن صاف ستھرا رہے اس زینت میں کوئی اندھیرا نہیں کیونکہ یہ نفس سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ تعلق باللہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے اور یہ زینت مغفرت اور رضوان پیدا کرنے والی ہے۔ مگر وہ زینت جو تقویٰ سے عاری ہو وہ ضرور تفاخر میں تبدیل ہوگی۔

حضور ایدہ اللہ نے اسی طرح "تکاثر فی الاموال و الاولاد" کے مضمون کا بھی مختصراً ذکر فرمایا اور فرمایا کہ آئندہ خطبہ میں اسے تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ بہت سے اندھیرے ہیں جن کی نشاندہی کر کے آپ کو دکھانا ہے کہ جب تک یہ اندھیرے موجود رہیں گے نور داخل نہیں ہوگا۔ ہر اندھیرے کے متقابل ایک نور ہے۔ وہ اندھیرا دل سے نکالیں گے اور نور حقیقت میں اس کی جگہ بسے گا تو پھر وہ نور واپس نہیں جائے گا۔ حضور نے فرمایا نور ایک عطا ہے۔ اندھیرے کو فی ذاتہ نور پر غالب آنے کی توفیق نہیں ہے۔ ہاں وہ شخص جس نے کچھ نور سے حصہ پایا ہے اور کچھ اندھیرے سے اس کا اپنا طرز عمل بتائے گا کہ وہ نور کا زیادہ حق دار ہے یا اندھیروں کو پسند کرنے والا ہے۔ حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے اندھیروں سے پاک و صاف کر دے اور ایسا نور عطا کرے جو آئے اور پھر کبھی ساتھ نہ چھوڑے۔

مسیحیت

ایک سفر حقائق سے فسانہ تک

Christianity —— A journey from facts to fiction

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

کی معرکہ آراء انگریزی تصنیف کا اردو ترجمہ

[یہ اردو ترجمہ مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی (سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل حال جرمنی) نے کیا ہے جسے ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے - مدیر]

صلیب اور اس سے متعلقہ امور

مسیح اور اسے صلیب دئے جانے سے متعلق حقائق پر اپنی توجہ مرکوز کرنے سے قبل غالباً یہ بات بے محل نہ ہوگی کہ اس امر کا ذکر کر دیا جائے کہ مسیح کو صلیب دئے جانے کے وقت اور اس کے بعد جو واقعات رونما ہوئے احمدی مسلمانوں کے نزدیک ان کی اصل حقیقت کیا ہے اور وہ ان سب واقعات کو کس نقطہ نظر سے دیکھتے اور جانچتے ہیں۔ یہاں اس موضوع پر اختصار سے روشنی ڈالی جائے گی۔ اس پر مفصل بحث کا مرحلہ بعد میں آئے گا۔

ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ مسیح کو صلیب دینے کا مقصد کسی بھی قتل عمد کی طرح اسے جان بوجھ کر جان سے مار دینے کی ایک کوشش کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ قتل عمد میں خود صلیب کی حیثیت ایک ہتھیار یا آلہ قتل ہی کی تھی۔ لیکن فی الاصل صلیب دینے اور اسے جان سے مار دینے کی یہ کوشش اس پر موت وارد کرنے میں ناکام رہی۔ بالفاظ دیگر کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مسیح کے مخالف و معاند اسے فی الحقیقت صلیب دینے میں کامیاب نہیں ہوسکے۔ ہمارا یہ کہنا بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ قتل کی کسی اور ناکام کوشش کے متعلق بالعموم کہا جاتا ہے۔ مراد یہ کہ اگر کسی کو مارنے کی کوشش کی جائے اور وہ کوشش ناکام رہے تو محض کوشش سے یہ مطلب نہیں نکالا جاسکتا کہ جسے نشانہ بنایا گیا تھا اسے محض نشانہ بنانے سے ہی موت کے گھاٹ بھی اتار دیا گیا۔ مثال کے طور پر اگر کسی کو تلوار کے ذریعہ قتل کرنے کی کوشش کی جائے اور وہ کوشش ناکام رہے تو کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ جسے نشانہ بنانے کی کوشش کی گئی تھی اس کا کام تمام ہو گیا۔ سو احمدی مسلمانوں کی حیثیت میں ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ مسیح کو جان سے مار دینے کی کوشش ضرور کی گئی تھی لیکن صلیب کی حیثیت اس ارادہ قتل کو بروئے کار لانے والے ایک ہتھیار یا ایک ذریعہ سے زیادہ نہ تھی۔ صلیب پر چند گھنٹے کی شاید اذیت برداشت کرنے کے بعد قبل اس کے کہ اس کی موت واقع ہوئی اسے گہری بیہوشی کی حالت میں صلیب پر سے اتار لیا گیا۔ صلیب پر سے اتارے جانے کے بعد رفتہ رفتہ وہ ہوش میں آ گیا۔ اب ظاہر ہے کہ کسی ایسے شخص کو جسے موت کی سزا کا حق دار قرار دیا گیا ہو اور وہ کسی نہ کسی طرح موت کی سزا پانے سے بچ نکلے تو حکومت وقت ایسے "مجرم" کو قانونی تحفظ فراہم نہیں کر سکتی۔ اسی طرح رومی قانون کے تحت مسیح صلیب سے بچ نکلنے کے بعد کسی لحاظ سے بھی قانونی تحفظ کا حق دار قرار نہیں پا سکتا تھا۔ اس صورت حال نے مسیح کے لئے بجز اس کے کوئی راہ نہ چھوڑی کہ وہ رومی علاقہ سے نکل کر کسی ایسے علاقے میں چلا جائے جہاں وہ آزادی سے رہ سکے۔ لیکن صرف جان کی حفاظت ہی تو مسیح کا مقصد نہیں تھا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے تفویض کردہ ایک فرض کی ادائیگی بھی اس کے ذمہ تھی۔ پہلے سے کی گئی پیش گوئی کی رو سے وہ فرض اسی کے ذریعہ پورا ہونا تھا۔ اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑیں (مراد بعض یہودی قبائل ہیں) بابلی اور رومی حملوں کے بعد ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئی تھیں اور بکھر کر متعدد مشرقی علاقوں کی زمینوں میں پھیل گئی تھیں اور وہ بھی اپنی جگہ مسیح کی آمد ثانی کی منتظر تھیں۔ یہ ایک اور بڑی وجہ تھی جس کی رو سے مسیح کے لئے ضروری تھا کہ وہ یہودیہ کی سرزمین کو خیرباد کہہ کر ان سب علاقوں اور سرزمینوں کی طرف ہجرت کر جائے جہاں جہاں گزشتہ کئی صدیوں کے دوران یہود قبائل جا آباد ہوئے تھے۔ احمدیہ نقطہ نظر کے بارہ میں سردست اتنا ہی بیان کر دینا کافی ہو گا۔

بعض لوگ ہم احمدیوں سے دریافت کرتے ہیں کہ اس امر کا کیا ثبوت ہے کہ مسیح صلیبی موت سے بچنے کے بعد طبعی موت سے فوت ہوا تھا۔ اب یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ وہ کوئی جواز پیدا کئے بغیر ثبوت فراہم کرنے کی ذمہ داری بلاوجہ ہم پر عائد کر رہے ہیں۔ قدرت کے بعض مظاہر ایسے ہوتے ہیں جن سے ہما شما ہر کوئی واقف ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ روئے زمین کے تمام انسانوں کے مشاہدے میں وہ آ رہے ہوتے ہیں اور ان کے لئے سرے سے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ ہم سب جانتے ہیں کہ دنیا میں ایک انسان کا عرصہ حیات حد سے حد ڈیڑھ صد سال یا اس کے لگ بھگ سے زیادہ نہیں ہوتا۔ یقیناً اس ضمن میں ہزار سال یا اس سے زیادہ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ زمین پر کسی بھی انسان واحد کے عرصہ حیات سے متعلق عمومیت کا حامل یہ ایک ایسا تجربہ ہے جس میں جملہ بنی نوع انسان برابر کے شریک ہیں۔ اب اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ استثناء کے رنگ میں اس قاعدہ کلیہ سے ہٹ کر کوئی بات واقع ہوئی ہے تو اس کا بار ثبوت اس استثناء پر یقین رکھنے والے کے کندھوں پر ہو گا نہ کہ اس کے کندھوں پر جو بہر طور مسلمہ قاعدہ کلیہ پر پورا پورا یقین رکھتا ہے اور کسی استثناء کا سرے سے قائل ہی نہیں ہے۔ بار ثبوت کا اطلاق تو اس مخصوص صورت حال پر ہونا چاہئے جس نے عیسائیوں کے عقیدے کی رو سے مسیح کی زندگی اور موت کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ جو لوگ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ آج تک فوت نہیں ہوا ان پر یہ لازم آتا ہے کہ وہ اس کا ثبوت مہیا کریں۔ برخلاف اس کے جن لوگوں کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ لازمی طور پر فوت ہو گیا ہو گا ان کے اس دعوے کو قوانین قدرت کی تائید و حمایت حاصل ہے۔ ان سے، پہلے سے جاری و ساری قوانین قدرت سے بڑھ کر کسی اور ثبوت کا مطالبہ کرنا سراسر بے معنی ہو گا۔ بصورت دیگر جس کا جی چاہے گا وہ یہ دعویٰ کر بیٹھے گا کہ اس کے دادا کے دادا کا دادا مرا ہی نہیں۔ اگر ایسا دعویٰ کرنے والا ہر کسی کو چیلنج دیتا پھرے کہ وہ اس کے اس دعوے کو جھوٹا ثابت کر دکھائے تو اس پر مسیحی صاحبان کا کیا ردعمل ہو گا؟ سوچنے والی بات ہے کہ ایک سننے والا ایسے نرالے اور عجیب و غریب چیلنج کا کیا جواب دے گا؟ اس کا ایک ہی جواب ہے جو وہ دے سکتا ہے اور یقیناً دے گا کہ قوانین قدرت کا ہر انسان پر لاگو ہونا ایک لازمی امر ہے۔ کسی کا ان سے بچ نکلنا ممکن ہی نہیں۔ اگر کوئی ایسے دعوے کر رہا ہے جو قوانین قدرت کے خلاف ہیں تو ثبوت مہیا کرنے کا وہ خود ذمہ دار ہے نہ کہ کوئی اور۔ سو مسیحی صاحبان کے اعتراض یا مطالبہ کا پہلا جواب تو یہ ہے اور یہ ہے بھی واضح اور ناقابل تردید۔ تاہم میں ایک دوسرے نقطہ نگاہ سے اس سارے معاملہ کو واضح کرنے کی ایک اور کوشش کرتا ہوں۔

خدا کے ساتھ مسیح کا جو بھی رشتہ تھا (یعنی عیسائیوں کے بقول وہ خدا کا بیٹا بھی تھا اور ازل سے اس میں مدغم ہونے کے باعث اپنی ذات میں خود خدا بھی تھا) سوال یہ ہے کہ کیا اس رشتہ کی رو سے مسیح مرنے اور موت کا مزہ چکھنے سے بالا تھا؟ مسیحی صاحبان کا خود اس بات پر ایمان ہے کہ مسیح فوت ہوا اور اس نے موت کا مزہ چکھا۔ خدا کا بیٹا اور خود خدا ہونے کی حیثیت میں اگر مرنا اس کی فطرت کے خلاف تھا تو پھر دو ٹوک بات یہ ہے کہ اسے مرنا نہیں چاہئے تھا۔ لیکن ہم سب (یعنی مسیحی بھی اور ہم ایسے غیر مسیحی بھی) اس بات پر متفق ہیں کہ خواہ ایک بار سہی وہ مرا ضرور۔ تحقیق طلب امر صرف یہ ہے کہ وہ کب مرا؟ اس کی موت صلیب پر واقع ہوئی یا بعد میں کسی اور وقت۔ اس کے مرنے اور موت کا مزہ چکھنے میں کسی کو کوئی شبہ نہیں نہ خود مسیحیوں کو اور نہ ہم ایسے غیر مسیحی مسلمانوں کو۔

یونس نبی کا نشان

اب ہم بائبل کے رو سے ثابت کرتے ہیں کہ خدا نے مسیح کو بے آسرا نہیں چھوڑا اور اسے صلیبی موت سے بہر طور بچائے رکھا۔ یہ ایک ایسا واضح امر ہے کہ اس کا مطالعہ جیسا کہ عہد نامہ جدید میں مذکور ہے صلیب دئے جانے سے پہلے کے زمانہ سے تعلق رکھنے والے حقائق کی روشنی میں بھی کیا جا سکتا ہے اور اسی طرح خود مسیح کو صلیب دئے جانے اور اس کے معاً بعد کے حقائق کی روشنی میں اسے اچھی طرح جانچا اور پرکھا جا سکتا ہے۔

واقعہ صلیب سے بہت پہلے ہی مسیح نے وعدہ کے رنگ میں کہا تھا کہ یونس نبی کے نشان کے سوا اس زمانہ کے لوگوں کو اور کوئی نشان نہیں دکھایا جائے گا۔ چنانچہ عہد نامہ جدید میں مذکور ہے:

"اس پر بعض فقیہوں اور فریسیوں نے جواب میں اس سے کہا اے استاد! ہم تجھ سے ایک نشان دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس نے جواب دے کر ان سے کہا اس زمانہ کے برے اور زنا کار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جیسے یوناہ (یونس) تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین دن رات زمین کے اندر رہے گا۔ نینوہ کے لوگ عدالت کے دن اس زمانہ کے لوگوں کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کو مجرم ٹھہرائیں گے کیونکہ انہوں (نینوا کے لوگوں) نے یوناہ کی منادی پر توبہ کر لی اور دیکھو یہاں وہ ہے کو جو یوناہ سے بھی بڑا ہے"۔

(متی باب ۱۲ آیات ۳۸ تا ۴۱)

سو قبل اس کے کہ ہم یہ طے کریں کہ مسیح کے ساتھ کیا گزری ہمیں پہلے یہ جاننا اور سمجھنا چاہئے کہ یونس نبی پر کیا بیتی تھی۔ کیونکہ مسیح نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اب بھی وہی معجزہ دہرایا جائے گا۔ یونس نبی کو جو نشان دیا گیا تھا وہ کیا تھا؟ کیا وہ مچھلی کے پیٹ میں مر گیا تھا اور بعد ازاں مر کر دوبارہ جی اٹھا تھا؟ تمام کے تمام عیسائی، یہودی اور مسلمان علماء اس بات پر متفق ہیں کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں مرا نہیں تھا۔ وہ زندگی اور موت کے درمیان امید و بیم کی حالت میں معلق رہا۔ اس خطرناک صورت حال سے اسے معجزانہ طور پر بچا لیا گیا۔ وگرنہ کوئی اور شخص ہوتا تو ایسی حالت میں موت سے نہ بچ سکتا اور جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔ خدائی حکم کے تحت انسانی فہم و ادراک سے بالا بعض قوانین قدرت کی کارفرمائی نے اسے موت کے منہ میں جانے سے بچا لیا۔ یاد رہے اس وقت یہ امر زیر بحث نہیں ہے کہ ایسا ہونا ممکن تھا یا نہیں۔ ہم صرف یہ بتا رہے ہیں کہ مسیح نے جب یہ کہا تھا کہ اس کے اپنے ساتھ بھی وہی کچھ ہو گا جو یونس کے ساتھ ہوا تھا تو اس سے اس کی مراد یہی ہو سکتی تھی کہ ہر شخص کی نگاہ میں جو یونس کے ساتھ ہوا تھا وہی کچھ مسیح کے معاملہ میں بھی ہو گا۔ پوری دنیائے یہودیت میں (اس سے مراد خواہ یہودیہ کی سرزمین لے لیں اور خواہ اس میں ان تمام علاقوں کو بھی شامل کر لیں جن میں پھیل کر یہودی جا آباد ہوئے تھے) کسی ایک یہودی نے بھی مسیح کے اس دعوے کا کوئی اور مطلب نہیں لیا ہو گا۔ وہ سب اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ یونس کسی نہ کسی طرح معجزانہ طور پر مچھلی کے پیٹ میں تین دن رات زندہ رہا اور اس عرصہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی اس پر موت وارد نہیں ہوئی۔ یہ صحیح ہے کہ ہم اس یہودی نظریہ کے بارہ میں اپنے تحفظات رکھتے ہیں اور اسے حرف بحرف درست تسلیم نہیں کرتے کیونکہ قرآن میں یونس نبی کا جو واقعہ بیان ہوا ہے اس میں کہیں بھی اس امر کا ذکر نہیں ہے کہ یونس نبی تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں آزمائشوں میں سے گزرتا اور دکھ جھیلتا رہا۔ بہر حال اب ہم

For Germany
THE ASIAN CHOICE
FOR TELEVISION

Muslim TV AHMADIYYA

Get Connected !!
ZEE TV

ZEE TV

S. KHAN
Fax & Tel: 08257/1694
Hot Line:01713435840

Decoders & Zee-TV Cards are available
"Just Call"

زیر غور نکتہ یا مسئلہ کی طرف لوٹتے ہیں اور ان مشابہتوں کی طرف آتے ہیں جو مسیح اور یونس کے درمیان پائی جاتی تھیں اور جن کی طرف مسیح نے اپنی پیش گوئی میں اشارہ کیا تھا۔ ان مشابہتوں کے ضمن میں واضح طور پر تین دن رات نہایت تشویش انگیز اور تکلیف دہ حالات میں گزارنے اور قریب قریب موت کی سی حالت سے معجزانہ طور پر زندہ بچ نکلنے کا ذکر کیا گیا تھا۔ ایک دفعہ مرنے اور پھر دوبارہ جی اٹھنے کا اس میں سرے سے کوئی ذکر نہ تھا۔ مسیح نے صرف یہی دعویٰ کیا تھا کہ اس کے اپنے ساتھ بھی وہی کچھ ہو گا جو یونس کے ساتھ ہوا تھا۔

اسرائیل کے گھرانہ سے مسیح کا وعدہ یا پیمان

شہادت کا دوسرا اہم جزو یہ ہے کہ مسیح نے اپنے لوگوں کو بتایا تھا کہ اسرائیل کے گھرانے کی صرف وہی بھیڑیں نہیں ہیں جو یہودیہ میں اور اس کے ارد گرد آباد ہیں اور یہ کہ وہ خدا کی طرف سے صرف ان بھیڑوں کے لئے ہی نہیں بھیجا گیا ہے بلکہ ان دوسری بھیڑوں کی طرف بھی بھیجا گیا ہے جو یہودیہ اور اس کے آس پاس کے علاقہ میں نہیں بلکہ دور دراز کے علاقوں میں آباد ہیں لیکن وہ ہیں اسی گلہ کی بھیڑیں۔ جس طرح وہ ان کی (یعنی یہودیہ اور اس کے آس پاس رہنے والی بھیڑوں کی) نجات اور بحالی کے لئے آیا ہے اسی طرح وہ بنی اسرائیل کی ان دوسری بھیڑوں کے پاس بھی جائے گا اور ان کی نجات اور بحالی کے سامان بھی کرے گا۔ چنانچہ انجیل میں مسیح کا یہ قول مذکور ہے:

"اور میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں۔ مجھے ان کو بھی لانا ضرور ہے اور وہ میری آواز سنیں گی۔ پھر ایک ہی گلہ ہو گا اور ایک ہی چرواہا ہو گا (یوحنا باب ۱۰ آیت ۱۶)

یہ بات ہر کسی کے علم میں ہے کہ مسیح نے اپنے اس وعدے اور واقعہ صلیب کے درمیانی عرصہ میں کسی اور علاقہ میں جانے کے لئے یہودیہ کی سرزمین کو کبھی خیر باد نہیں کہا، وہ وہیں رہا تاوقتیکہ صلیب دئے جانے کا واقعہ پیش نہ آگیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مسیح کو دائمی طور پر آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا تھا تو کیا بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑیں پہلے ہی آسمان کی طرف اٹھائی جا چکی تھیں؟ عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ صلیب پر سے مردہ حالت میں اتارے جانے کے بعد تین دن اور تین راتیں گزارنے پر اس کی روح اس کے جسم میں واپس آئی اور پھر وہ بادلوں میں چڑھتا ہوا نظر آیا اور اس طرح آسمان کے نہاں خانوں میں واپس لوٹ کر غائب ہو گیا تاکہ بالآخر اپنے باپ کے تخت تک پہنچ کر دائمی طور پر اس کے دائیں ہاتھ جا براجمان ہو۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو ہم یقیناً بہت ہی پیچیدہ نوعیت کی دہری مشکل میں پھنسے بغیر نہ رہیں گے۔ ہمیں دو موقفوں میں سے ایک موقف یا بالفاظ دیگر پیش آمدہ حالات کی دو صورتوں میں سے ایک صورت کا انتخاب کرنا ہو گا۔ ایک صورت حال تو وہ ہے جو خود مسیح نے اختیار کی۔ دوسری صورت حال وہ ہے جسے اس کے پیروؤں یا ماننے والوں نے اختیار کیا اور اپنایا۔ احوال و واقعات کی دونوں صورتیں ایک دوسرے سے اس قدر مختلف ہیں کہ کیسا ہی مفاہمانہ انداز کیوں نہ اختیار کیا جائے دونوں میں مطابقت کی کوئی راہ نکل ہی نہیں سکتی۔ اگر ہم دونوں صورت ہائے احوال میں سے ایک کو اختیار کرتے ہیں تو دوسری صورت کی نفی لازم آئے بغیر نہیں رہتی۔ اگر مسیح اپنے وعدہ میں سچا تھا اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ وہ یقیناً سچا تھا تو پھر آسمان پر چڑھنے سے پہلے اسے اپنے وعدہ کا پاس کرنا چاہئے تھا۔ اسے اپنے "باپ خدا" سے مزید وقت طلب کرنا چاہئے تھا تاکہ وہ زمین پر اتنا طویل عرصہ مزید گزار سکے کہ وہ ان ممالک میں جا سکے جہاں بنی اسرائیل کے بعض قبائل قبل ازیں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ وہ اپنے وعدہ کو توڑے اور اعتماد کو خاک میں ملائے بغیر اور بیک وقت مکمل خدا اور مکمل انسان ہونے کی اپنی حیثیت کو داغدار کئے اور اسے ناقابل تلافی نقصان پہنچائے بغیر آسمان پر جا ہی نہیں سکتا تھا۔ برخلاف اس کے اگر عیسائی علماء کی بات کو درست تسلیم کر لیا جائے کہ مسیح واقعی اپنے اس عہد و پیمان کو اس نے جو اسرائیل کے گھرانے سے کیا تھا بھلا بیٹھا اور سب کچھ نسیاً منسیا کر کے سیدھا آسمان کی طرف روانہ ہو گیا تو ایسی صورت میں بڑے بوجھل دل اور مجرم ضمیر کے ساتھ ہمیں مسیحی علماء کو سچا ماننا پڑے گا۔ ہماری اس مجرمانہ تائید سے مسیحی علماء تو بزعم خود سچے بن جائیں گے لیکن افسوس! صد افسوس! اندریں صورت بائبل اور مسیحیت دونوں جھوٹے ثابت ہوئے بغیر نہ رہیں گے۔ وجہ ظاہر ہے۔ اگر مسیح کا اپنے وعدے میں جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے تو عیسائیت کسی طور بھی صداقت پر مبنی نہیں ہو سکتی۔ ہم احمدی مسلمان اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ مسیح خدا کا سچا نبی تھا۔ وہ جھوٹا وعدہ یا جھوٹا عہد و پیمان کر ہی نہیں سکتا تھا۔ کھوئی ہوئی بھیڑوں سے مراد بنی اسرائیل کے وہ دس قبائل تھے جو بہت پہلے یہودیہ سے ہجرت کر کے دور دراز کے مشرقی خطوں میں جا آباد ہوئے تھے۔ لہٰذا اس کے وعدہ میں یہ بات اشارۃ النص کے طور پر مضمر تھی کہ وہ صلیب پر نہیں مرے گا بلکہ اسے لمبی زندگی عطا کی جائے گی تاکہ وہ اپنے مشن اور غرض بعثت کو پورا کر سکے۔ اور یہ کہ وہ صرف بنی اسرائیل کے ان دو قبائل کی طرف ہی نبی بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا جو خود اس کے گرد و نواح میں رہ رہے تھے بلکہ اسے دور و دراز علاقوں میں پھیلے ہوئے جملہ بنی اسرائیل کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا تھا۔ مذکورہ بالا دونوں شہادتیں مجموعی طور پر بہت مثبت انداز میں اس امر کی حتمی نشان دہی کرتی ہیں کہ واقعہ صلیب کے بعد مسیح پر کیا گزرنا تھی اور اس کے ساتھ کیا کچھ پیش آنا تھا۔ ——— (باقی آئندہ انشاء اللہ)

اللہ تعالیٰ متقی کا خود کفیل ہو جاتا ہے

ہمیشہ دیکھنا چاہئے کہ ہم نے تقویٰ و طہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے اس کا معیار (کلام الٰہی) ہے اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں ایک یہ بھی نشان رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہات دنیا سے آزاد کر کے اس کے کاموں کا خود کفیل ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ فرمایا (-) جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کے لئے راستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے۔ اور اس کے لئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے علم و گمان میں نہ ہوں یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

سانحہ ڈنبلین جس نے ساری قوم کو سوگوار کر دیا

پرائمری سکول کے سولہ کمسن طلبہ اور انکی ٹیچر ہلاک

(رشید احمد چوہدری)

چند دن ہوئے سکاٹ لینڈ کے ایک چھوٹے سے قصبہ ڈنبلین (DUNBLAINE) میں ایک روح فرسا سانحہ وقوع پذیر ہوا جس میں مقامی پرائمری سکول کی ایک کلاس کے سولہ (۱۶) طلباء اور انکی ٹیچر کو سکول کے ورزش کے کمرہ میں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ ان بچوں کی اس طرح ناگہانی وفات سے علاقہ بھر میں کہرام مچ گیا اور جوں جوں قصبے میں خبر پھیلتی گئی والدین اور عزیز و اقارب دیوانہ وار اپنے بچوں کی خیر و عافیت معلوم کرنے کے لئے سکول کی طرف دوڑے۔

یہ واقعہ ۷ مارچ بروز بدھ کا ہے۔ صبح ۹ بجے حسب معمول والدین خوشی خوشی اپنے بچوں کو سکول چھوڑ کر واپس ہوئے اس کے تھوڑی دیر بعد ہی ایک مخبوط الحواس شخص سکول میں داخل ہوا اور سیدھا ورزش ہال میں پہنچا جہاں پانچ سالہ بچوں کی ایک کلاس ورزش کی تیاریوں میں مصروف تھی۔ اس شخص کے ہاتھ میں دو پستول تھے اور جیبوں میں دو ریوالور۔ اس نے ہال میں گھستے ہی بچوں پر گولیاں چلانا شروع کر دیں اور پلک جھپکتے پندرہ بچوں کو ڈھیر کر دیا ساتھ ہی انکی ٹیچر کو بھی ہلاک کر دیا۔ کوئی بارہ کے لگ بھگ بچے اور دو اساتذہ زخمی ہوئے۔ ایک شدید زخمی بچہ بھی کچھ عرصہ کے بعد دم توڑ گیا۔ ان کو ہلاک کرنے کے بعد اس شخص نے خود کو بھی گولی مار کر ہلاک کر لیا۔ واقعہ کے چند منٹوں بعد ہی پولیس اور ایمبولینس موقعہ واردات پر پہنچ گئیں اور زخمیوں کو فوری طور پر ہسپتال منتقل کر دیا گیا جہاں ڈاکٹروں نے ان کی جان بچانے کی پوری کوشش کی۔ اس دوران سکول کے باہر لوگوں کا ایک ہجوم اکٹھا ہو گیا اور ہر شخص کے ذہن میں صرف ایک سوال تھا کہ ان معصوم بچوں کا خون آخر کیوں؟

ان بچوں کا قاتل تھامس ہملٹن نامی ایک شخص ڈنبلین سے ۱۴ میل دور سٹرلنگ شہر کا رہنے والا تھا اس کی عمر ۴۳ سال کی تھی اور وہ تن تنہا اپنے فلیٹ میں رہتا تھا۔ اسے ہتھیاروں سے گہری دلچسپی تھی اور اسلحہ کا لائسنس حاصل کر کے اس نے کئی ایک ہتھیار خرید رکھے تھے۔ حال ہی میں اس نے ایک ریوالور لندن کی ایک فرم سے بذریعہ ڈاک منگوایا تھا۔ ہتھیاروں کے علاوہ وہ نوجوان لڑکوں میں بھی دلچسپی رکھتا تھا۔ ۲۰ سال کی عمر میں ہملٹن سٹرلنگ شہر میں سکاؤٹ ماسٹر بن گیا تھا مگر لڑکوں کے ساتھ غیر اخلاقی حرکات کی وجہ سے جلد ہی اسے اس عہدہ سے علیحدہ کر دیا گیا تھا اس کے بعد اس نے کئی مرتبہ اس عہدہ کو حاصل کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔

تھامس ہملٹن کو علاقہ کے اکثر لوگ جانتے تھے کہ سکاؤٹ ماسٹر سے ناکامی کے بعد اس نے ۱۹۸۰ء میں اپنی آرگنائزیشن STIRLING ROVERS بنائی اور اس طرح شہر میں نوجوانوں کا کلب چلانا شروع کیا۔ موسم گرما کے کیمپوں میں بھی وہ طلبہ کی نگرانی کرتا مگر جلد ہی اس کی غیر اخلاقی حرکات کی وجہ سے والدین نے اپنے بچوں کو اس کی نگرانی میں دینے سے انکار کر دیا۔ ادھر محکمہ تعلیم نے اسے ناپسندیدہ شخص قرار دے کر تمام سکولوں کو متنبہ کر دیا تھا کہ وہ ہملٹن کو سکولوں کے قریب نہ آنے دیں۔ اسی وجہ سے ہملٹن کو سکولوں کی انتظامیہ سے شکایت تھی اور وہ سمجھتا تھا کہ اسکے خلاف زہر پھیلایا جا رہا ہے۔ خاص طور پر ڈنبلین پرائمری سکول کے اساتذہ سے وہ بہت نالاں تھا۔

اسی اثناء میں اس نے مقامی گن کلب کی ممبرشپ حاصل کرنے کی کوشش کی مگر مخالفت کی وجہ سے اسے کامیابی نہ ہوئی لہٰذا وہ تمام لوگوں کو اپنا دشمن سمجھنے لگا اور بدلہ لینے کی سوچنے لگا۔ ایک مرتبہ اس نے والدین کو خطوط کی ایک مہم بھی چلائی جس میں لکھا کہ اس کے خلاف الزامات بے بنیاد ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ چند ہفتے پہلے اس نے انگلستان کی ملکہ کو بھی ایک خط بھیجا تھا جس میں اپنے ساتھ سلوک کی شکایت کی گئی تھی۔

ہملٹن ہر کام انتہائی سلیقے سے کرنے کا عادی تھا اور واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے یہ بہیمانہ قتل کسی وقتی انگیخت کے تحت نہیں کئے بلکہ مہینوں کی سوچ بچار کے بعد اس انتہائی اقدام کا فیصلہ کیا۔ وہ ایک اچھا نشانہ باز تھا اس لئے بغیر نشانہ خطا کئے اور بغیر کسی قسم کا تاثر ظاہر کئے وہ ایک کے بعد دوسرے بچے کو گولی کا نشانہ بناتا گیا۔

اگر اس قسم کے بہیمانہ فعل کرنے والے لوگوں کے ماضی کو کھنگالا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی حرکتیں کرنے والے انسان اپنی گھریلو زندگی میں ہمیشہ ناکام ہوتے ہیں۔ بچپن سے ہی احساس محرومی کا دخل انکی پرورش میں ہوتا ہے اور وہ نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں ان کے سینوں میں انتقامی جذبات پلتے رہتے ہیں اور بڑے ہو کر وہ اپنے احساس محرومی کا بدلہ دو چار آدمیوں سے نہیں بلکہ بعض دفعہ پوری قوم سے لیتے ہیں اس طرح لاکھوں کروڑوں انسان ان کے جذبہ انتقام کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں اس سلسلہ میں دنیا کے کئی بڑے بڑے ڈکٹیٹروں کی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔

اس پس منظر میں اگر ہم تھامس ہملٹن کی زندگی کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی بچپن سے انہی نفسیاتی الجھنوں کا شکار رہا ہے۔ اس کے ماں باپ گلاسگو میں رہتے تھے۔ شادی کے تھوڑا عرصہ بعد ہی میاں بیوی میں ناچاقی پیدا ہو گئی جو طلاق پر منتج ہوئی۔ ہملٹن ابھی چھوٹا ہی تھا کہ اس کی ماں نے اسے نانا نانی کے پاس چھوڑا اور خود ایک ہوٹل میں ملازمت اختیار کر لی۔ ہملٹن اپنی ماں کو ہمیشہ اپنی ہمشیرہ سمجھتا رہا۔ اس طرح اس کا بچپن ماں باپ کے پیار سے محروم گزرا۔ سکول میں بھی وہ باقی بچوں سے الگ تھلگ رہتا تھا اور ہر شخص کو جو اس کے قریب ہونے کی کوشش کرتا شک و شبہ سے دیکھتا تھا۔ اس نے ساری عمر شادی نہیں کی بلکہ ایک پڑوسی کے بیان کے مطابق جب وہ بڑا ہوا تو اس نے اپنے باپ کو اس کے فلیٹ سے نکال کر بوڑھوں کے گھر پہنچا دیا اور خود فلیٹ پر قابض ہو گیا۔ نوجوان لڑکوں سے غیر اخلاقی حرکات کی وجہ سے وہ معاشرہ میں ناپسند کیا جانے لگا۔ کاروبار میں بھی افواہوں کی وجہ سے اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، لہٰذا اس کے دل میں لوگوں کے خلاف انتقام کا جذبہ پلتا گیا جو بالآخر ۱۶ بچوں کے قتل پر منتج ہوا۔ باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

تمام تر مقصد رمضان کا خدا کا ملنا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۹ فروری ۱۹۹۶ء مطابق ۹ تبلیغ ۱۳۷۵ ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۱۸۴ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۸۵

(البقرۃ: ۱۸۴-۱۸۵)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے جاتے رہے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ "ایاماً معدودات" گنتی کے چند دن ہیں یا چند دن جنہیں گنا جاتا ہے۔ "فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفر" پس تم میں سے جو بھی کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں وہ یہ گنتی پوری کرلے "و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین" اور وہ لوگ جو طاقت نہیں رکھتے یعنی روزے کی طاقت نہیں رکھتے ان پر مسکین کو کھانا کھلانا فدیہ ہے۔ یا وہ لوگ جو فدیہ دینے کی طاقت رکھتے ہیں ان کو فدیہ دینا چاہئے۔ "فمن تطوع خیراً فھو خیر لہ" پس اس پہلو سے جو طوعی نیکی، شوق سے نیکی کرنے والا ہو وہی اس کے لئے اچھا ہے یعنی نیکی میں کوئی جبر نہیں ہونا چاہئے "و ان تصوموا خیر لکم" اور اگر تم روزے رکھ سکو تو یہ بہتر ہے اگر تم اس کو جانتے کہ اس میں کیا فوائد ہیں۔

یہ آیت پہلے بھی میں نے رمضان ہی میں تلاوت کی تھی پہلے بھی اس کے متعلق کچھ باتیں آپ کی خدمت میں عرض کی تھیں مگر قرآن کریم کے مضامین تو بے انتہا ہیں ہر آیت کو بار بار پڑھنے سے کچھ نئے مضامین سامنے آتے چلے جاتے ہیں۔ رمضان کے تعلق میں سب سے پہلے تو میں "گنتی کے چند دن" کی بات کرتا ہوں جیسا کہ میں نے کہا تھا ایک پہلو اس کا یہ ہے کہ تھوڑے دن ہی تو ہیں چند دن کی بات ہے اور یہ پہلو کمزوروں کے لئے ہے۔ وہ لوگ جو روزے کا خوف کھاتے ہیں، جو روزے سے ڈرتے ہیں جن کو نیکیوں کی عادت نہیں جن کو خدا کی راہ میں قربانیاں دینے کی مشق نہیں ہے ان کے لئے یہ بات کیسے پیارے انداز سے ایک سہارا ہے۔ چند دن کی بات ہے کچھ کرلو، جو کچھ کر سکتے ہو کر لو اس سے تمہیں فائدہ پہنچے گا "ان کنتم تعلمون" کاش کہ تم جانتے، تمہیں پتہ ہوتا کہ یہ چند دن کی قربانی تمہارے لئے کیسی دائمی برکتیں لے کے آئے گی۔

ایک دوسری بات "معدودات" میں یہ ہے کہ افسوس کہ یہ چند دن کی باتیں ہیں بہت پر بہار موسم آنے والا ہے مگر وہ لوگ جن کو محبت ہو جن کو ہر بار رمضان سے گزرنے کے بعد ایسے روحانی تجربات ہوئے ہوں ایسے لطف انہوں نے اٹھائے ہوں تو وہ جب رمضان گزرنے لگتا ہے پھر حسرت سے دیکھتے ہوئے یہ کہتے ہیں چند دن کی باتیں تھیں جو گزر گئیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ باقی سال میں وہ کیوں انہی نیکیوں کو برقرار نہیں رکھ سکتے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر بات کے موسم ہوا کرتے ہیں۔ بہار کا بھی ایک موسم ہے خزاں کا بھی ایک موسم ہے اور موسم پر انسان کو اختیار نہیں۔ یہ تو ممکن ہے کہ خزاں کا موسم ہو اور کچھ پودے پھول پھل رہے ہوں لیکن عمومی کیفیت یہی ہے کہ جہاں تک قاعدہ کلیہ کی بات ہے خزاں میں کم ہی سبزہ دیکھنے میں آتا ہے اور کم ہی پودے ہیں جنہیں خزاں موافق آ جاتی ہے۔ اور بہار میں بھی یہی صورت ہے کہ عمومی طور پر ہر چیز سرسبز و شاداب دکھائی دیتی ہے، سوکھے ہوئے درخت ہرے ہونے لگتے ہیں، شاخیں کونپلیں نکالتی ہیں اور رونق پھر دوبارہ لوٹ آتی ہے لیکن کچھ ایسے بھی سوکھے درخت ہیں جو بہار آنے پر بھی سوکھے رہ جاتے ہیں تو موسم کی بات ہے۔ رمضان ایک موسم لے کے آتا ہے یہ موسم قرب الٰہی کا موسم ہے۔ یہ موسم فضا تبدیل کردیتا ہے کمزور بھی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور طاقتوروں کے اردگرد سہارے بن جاتے ہیں طاقتوروں کو اور آگے بڑھنے کی توفیق ملتی ہے۔ تو موسم کے جھرمٹ میں جو چیزیں ہوتی ہیں وہ بے موسم میں چاہو بھی تو ہو نہیں سکتیں سوائے اس استثناء کے، سوائے ان لوگوں کے جن کو خدا کے حضور ایک دائمی حضوری حاصل ہے مگر وہ کم ہوتے ہیں وہ استثناء ہیں۔

پس "ایاماً معدودات" کے دوسرے معنے یہ بنیں گے کہ گنتی کے چند دن آکے گزر جانے والے ہیں اور کاش یہ جاری رہ سکتے مگر جتنے دن ہیں ان سے تو پورا فائدہ ہم اٹھائیں۔ اور "معدودات" میں جو حرص پیدا ہوتی ہے کہ یہ گزرنے والے دن ہیں اس کی مثال وصل کی گھڑیوں سی ہے۔ وصل کی گھڑیاں بھی تو بعض دفعہ مقرر ہوتی ہیں معین ہو جایا کرتی ہیں۔ پتہ ہے کہ محبوب کتنی دیر کے لئے آیا ہے اور انسان چاہتا ہے کہ اس کا ہر لمحہ اس کے قرب میں گزر جائے۔ یہ بھی "ایاماً معدودات" ہیں اور سزا کی گھڑیاں بھی معین ہوتی ہیں، فراق کے لمحے بھی "ایاماً معدودات" بن سکتے ہیں لیکن کتنے مشکل لمحات ہیں کہ ایک ایک گھڑی، ایک ایک دن، ایک ایک رات گن گن کے کاٹنی پڑتی ہے۔

تو "معدودات" کے دونوں معنے ہیں اور ان دونوں معنوں میں یہ مضمون رمضان مبارک پر صادق آتا ہے۔ اور پھر عجیب بات ہے کہ اس کے دن واقعی جس طرح گنے جاتے ہیں اس طرح کسی اور مہینے کے دن گنے نہیں جاتے۔ آج پہلا روزہ ہوگیا، آج دوسرا ہوگیا، آج تیسرا ہوگیا اور دن گنتے وقت بھی وہی کیفیت گننے والے کی الگ الگ کیفیت اس کے لئے الگ الگ پیغام لے کے آتی ہے۔ آخر پر جب پہنچ جاتے ہیں تو وہ لوگ جو ڈرتے ڈرتے رمضان میں داخل ہوئے تھے کہ کتنا لمبا رمضان پڑا ہوا ہے آج ایک روزہ گزرا ہے اور بڑی مشکل سے گزرا ہے، کل دوسرا ہوگا پھر تیسرا پھر چوتھا لیکن جب رمضان الٹ پڑتا ہے جب اپنے اختتام کے پاس پہنچتا ہے تو اس کی کیفیت ویسی ہو جاتی ہے جیسے آبشار کے قریب پہنچتے پہنچتے دریا کی کیفیت ہوتی ہے۔ اس میں ایک روانی آتی ہے ایک تیزی آتی ہے ایک بہاؤ ہے جو موجیں مارتا ہوا اس کنارے کی طرف بڑھتا ہے۔ پس رمضان بھی جب بیچ کا نصف گزر چکا ہو تو الٹنے لگتا ہے، رفتہ رفتہ انسان محسوس کرتا ہے کہ اب یہ اس کنارے پر پہنچتا ہے جس کے بعد یہ آبشار بن جائے گا اور آبشار بننے کے دن دراصل یہ آخری دس دن ہیں۔ اس قدر جوش اور طاقت پیدا ہو جاتی ہے رمضان میں جیسے طغیانی آئی ہوئی ہو اور ہم ان دنوں کے قریب ہیں اس لئے آپ دیکھیں کہ پچھلے پندرہ دن جب پندرہ روزے گزرے ہیں اس کے اور اب کے درمیان تو وقت کا پتہ ہی نہیں چلا کہ کیسے گزر گیا تو اس لئے کہ ہم اس آبشار کے دہانے پر کھڑے ہیں۔ آج انیسواں روزہ ہے کل اعتکاف شروع ہو جائے گا۔ عام طور پر اکیس سے تیس تک کے دس دن اعتکاف کے ہونے چاہئیں مگر چونکہ یہ پتہ نہیں لگ سکتا تھا کہ آخری دس دن نصیب ہوں گے کہ نہیں اس لئے احتیاطاً گیارہ دن کا اعتکاف ہونے لگا۔ کیونکہ اگر انتیس کے روزے ہو جائیں اور آپ دس دن کے خیال سے اعتکاف بیٹھیں تو اعتکاف نو دن کا رہ جائے گا اور اعتکاف کے لئے دس دن کی شرط ہے۔ اس لئے فقہاء اور علماء نے اس کے سوا چارہ نہ پایا اور یہی دستور، یہی سنت تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کہ رمضان مبارک کے آخر پر اس احتمال سے کہ کہیں انتیس کا رمضان نہ ہو ایک دن پہلے اعتکاف بیٹھتے تھے۔ اب جبکہ یقینی طور پر ہمیں پتہ چل چکا ہے کہ آخری دس دن ہمیں میسر آ سکتے ہیں اگر تیس کا رمضان ہے، اس کے باوجود ہم اعتکاف کو ایک دن پہلے ہی شروع کرتے ہیں کیونکہ ایک دن کم کرنے کا فائدہ تو کوئی خاص نہیں مگر ایک دن بڑھانے کی برکت بڑی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت یہ تھی۔ آپؐ بھی تو اسی طرح کبھی گیارہ دن، کبھی دس دن بیٹھتے تھے مگر اس احتمال سے کہ دس، نو نہ رہ جائیں آپ گیارہ قبول کر لیتے تھے۔ پس اگر

اس احتمال سے کہ دس کہیں نو نہ رہ جائیں گیارہ قبول کئے جاسکتے ہیں تو اس ذوق و شوق سے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت پر عمل ہو جائے کیوں دس کو گیارہ نہ بنایا جائے۔ پس اس لئے ہم نے باوجود یقینی علم ہونے کے اس طریق کو تبدیل کرنا پسند نہیں کیا اور اب بھی تمام احمدی مساجد میں قطعی طور پر علم ہونے کے باوجود کہ یہ تیس دن کا رمضان ہے گیارہ دن کا اعتکاف بیٹھا جاتا ہے. بجائے دس دن کے اور جب انتیس کا ہو تو پھر وہ طبعی طور پر دس ہی دن کا بن جاتا ہے۔

یہ بھی دیکھیں کہ رمضان میں آپ کی وہ نیکیاں جنکی آپکو پہلے توفیق ملا کرتی تھی کسی نئے جذبے سے جاگ اٹھی ہیں کہ نہیں

پس اعتکاف کل سے شروع ہونے والا ہے اور جب اعتکاف آ جائے تو پھر تو آبشار کا منظر بالکل سامنے کھل کے آجاتا ہے۔ کچھ پتہ ہی نہیں چلتا کہ آدمی خود چل رہا ہے یا چلایا جارہا ہے۔ کشتیاں کئی دفعہ چلائی جاتی ہیں کئی دفعہ وہ تمہیں بہا کے لے جاتی ہیں۔ تو رمضان کے آخری دس دن تو انسان کو بہا لے جاتے ہیں اور اور قسم کی بھی آبشاریں پیدا ہوتی ہیں جو آنسوؤں سے جاری ہوتی ہیں، دلوں سے پھوٹتی ہیں اور دعاؤں کی آبشاریں ہیں جو ان آنسوؤں کے ساتھ ساتھ گرتی ہیں۔ پس عجیب مناظر ہیں جو آخری دس دن ہمارے سامنے لانے والے ہیں اور ان مناظر کو دیکھتے ہوئے اگر ان کی کیفیات سے گزریں پھر اس آیت کا مفہوم سمجھ آتا ہے "ایاماً معدودات" چند گنتی کے دن تھے گزر گئے پتہ نہیں ہم خدا کو راضی کر سکے کہ نہیں کر سکے۔ پتہ نہیں ہمارے گناہ بخشے گئے کہ نہیں بخشے گئے۔ پتہ نہیں ہم ویسے ہی تو نہیں نکل رہے جیسے داخل ہوئے تھے۔ چکنا گھڑا لاکھ سال بھی پانی میں رہے جب نکلتا ہے اسی طرح چکنا، پانی کے بغیر اس کے اندر پانی کا ایک ذرہ بھی سرایت کیا ہوا محسوس نہیں ہوتا۔ SCIENTIFICALLY تو معلوم کرلیں گے مگر انسانی تجربے کے لحاظ سے چکنا گھڑا کہتے ہیں لاکھ سال بھی رہے گا تو چکنا گھڑا ہی نکلے گا۔ پس ایسے بھی تو ہیں بدنصیب جو جیسے داخل ہوتے ہیں ویسے ہی نکل آتے ہیں۔ مگر ایسے بھی ہیں جو جیسے داخل ہوتے ہیں اس سے بدتر نکلتے ہیں اور ان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہئے ان کے متعلق ڈرنا چاہئے کہ بعض دفعہ ایسے لوگ قوموں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ رمضان کے مہینے میں جو لوگ شرارت سے باز نہیں آرہے، جو فتنہ فساد پھیلانے سے باز نہیں آتے، جو دنیا کا امن اٹھانے کی تدبیریں سوچتے ہیں اور خدا کے نام پر ممبر پر کھڑے ہو ہو کے ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے بعضوں کے دل بعض دوسروں سے نفرت کرنے لگیں اور بعض صورتوں میں غیظ و غضب سے بھر جائیں، رمضان کے مہینے میں مذہبی منافرت کی تقریریں بھی خوب چلتی ہیں۔ پس ایسے بھی ہیں جو داخل تو کچھ نسبتاً بہتر ہوتے ہیں لیکن جب نکلتے ہیں تو بہت بدتر ہو کے نکلتے ہیں تو یہ تینوں امکانات ہیں اور یہ گنتی کے چند دن دیکھیں کیسے کیسے انقلاب لے آتے ہیں۔

پس دعا کریں اور توفیق پائیں اللہ تعالیٰ سے دعاؤں کے ساتھ، محنت کے ساتھ کہ جو دن باقی ہیں ان کا حق ادا کریں ان کو اس طرح اپنالیں کہ آپ کو ان دنوں سے پیار ہونے لگے، وہ دن آپ کو ایسا اپنالیں کہ اپنی برکتیں آپ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے چھوڑ جائیں۔ پس جب نکلیں تو دامن بھرے ہوئے ہوں، نکلیں تو کچھ پیاس بجھی ہوئی ہو، کچھ پیاس لگی ہوئی ہو۔ پیاس بجھے اس پہلو سے کہ خدا کے قرب کی علامتیں دیکھیں اور اس کے لطف اٹھائیں۔ پیاس لگے اس پہلو سے کہ جو ایک دفعہ مزہ پڑگیا ہے اس کی یاد آپ کو پھر ان مزوں کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے بے قرار کردے۔ تو یہ وہ چند دن ہیں جن کے تقاضے ہیں۔ ان تقاضوں کے متعلق جو مختلف نصیحتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی احادیث سے میں نے اخذ کی ہیں اور کچھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات یا تحریرات سے اخذ کی ہیں۔ میں آپ کے سامنے وہ رکھتا ہوں۔

صحیح بخاری **کتاب الصوم باب الریان للصائمین** میں درج ہے کہ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو "ریان" کہتے ہیں۔ قیامت کے دن روزہ دار اس سے داخل ہونگے اور ان کے سوا کوئی اس میں سے داخل نہیں ہوگا اور جب وہ داخل ہوجائیں گے تو وہ بند کردیا جائے گا اور پھر کوئی اس سے جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

یہ جو "ریان" لفظ ہے یہ دراصل سیری کا نام ہے۔ سخت پیاس اور طلب کے بعد کوئی چیز حاصل ہو تو اس سے جو لطف حاصل ہوتا ہے اس کا نام "ریان" ہے۔ پانی تو ہم روزمرہ پیتے ہی ہیں مگر "ریان" اصل میں اس پانی پینے کو کہیں گے جس میں پیاس بھڑک اٹھی ہو اور پھر جب آپ پانی پیتے ہیں تو جو سیرابی نصیب ہوتی ہے اس کو "ریان" کہا جاتا ہے۔ پس "ریان" کا معنیٰ ہے جو خاص طور پر قابل توجہ ہے اور دوسرا جنت کا گیٹ یا جنت کا دروازہ ایک ہی معنے رکھتے ہیں۔ اس ضمن میں پہلے بھی میں سمجھا چکا ہوں کہ یہ تمثیلات ہیں۔ یہ تو نہیں کہ لوہے، لکڑی یا اینٹ پتھر کا کوئی گیٹ بنا ہوا ہے۔ مراد یہ ہے کہ انسانی فطرت اس طرح تیار کی گئی ہے کہ بعض نعمتیں جنت میں انہی کو حاصل ہوں گی جن کے لئے پہلے انسانی فطرت کو ان کے مطابق تیار کردیا گیا۔ پس "ریان" کے دروازے سے مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں جنہوں نے خدا کی خاطر اپنی خواہشات کو روک دیا اور پیاس سے مراد صرف پانی کی بحث نہیں ہے۔ تمام خواہشات پیاس کا مقام رکھتی ہیں، تمام خواہشات ایک بھڑکی پیدا کرتی ہیں جو پیاس سے مشابہ ہے اور دنیا کے ادب میں ان کو ہمیشہ پیاس ہی قرار دیا گیا۔

پس "ریان" کا معنیٰ صرف پانی کی پیاس نہیں۔ ہر طلب، ہر خواہش جو فطرتاً انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے اور ایک بھڑکی لگا دیتی ہے جب وہ بھڑکتی ہے اور جوش مارتی ہے اس وقت جو لوگ خدا کی خاطر رکے رہتے ہیں جب وہ اپنی پیاس کو خدا کی اجازت سے بجھاتے ہیں تو جو لطف اس کا ہے وہ عام حالات میں نہ پیاس بجھانے کا لطف ہے نہ ویسے خواہش کو پورا کرنے میں کوئی لطف ہے۔ بھڑکی ہوئی خواہش کو پورا کیا جائے تو لطف اور ہی بڑھ جاتا ہے۔ مگر اگر کسی محبوب کی رضا کی خاطر ایسا کیا جائے تو پھر جو لطف ہے وہ دہرا لطف ہے اور اسی کا نام وہ دروازہ ہے جس میں سے وہ داخل ہوں گے۔ ورنہ پیاس کے مضمون کو تو سب جانتے ہیں۔ پیاس کی سیری سے بھی سب واقف ہیں۔ کوئی طوعاً کوئی مجبوراً یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ امیر آدمی کو کبھی پیاس کا تجربہ ہی نہ ہوا ہو یا خواہش ہوگئی ہو تو اسے دبانے کی توفیق نہ ملی ہو یا اس کا تجربہ نہ ہوا ہو۔ بعض دفعہ توفیق مجبوری کی توفیق ہوتی ہے۔ پس امیر سے امیر آدمی کی ہر خواہش کہاں پوری ہوتی ہے۔ بعض خواہشیں زور مارتی رہتی ہیں جب پوری ہوں تب پتہ چلتا ہے۔ مگر ان سب کو جنت کے اس دروازے سے داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوگی جو "الریان" کہلاتا ہے۔

یہاں مراد یہ ہے کہ خدا کی خاطر، خدا کی رضا کی خاطر جب خواہش پوری کرسکتے تھے اور نہیں کی گئی، جب پیاس بجھا سکتے تھے اور نہیں بجھائی اس وقت تم جانتے ہو کہ دنیا میں روزے نے تمہیں سکھا دیا ہے کہ جب پیاس بجھاتے ہو تو دوہری لذت حاصل کرتے ہو کہ اپنے رب کی خاطر میں ایک امتحان سے کامیابی سے گذر گیا اور گھونٹ گھونٹ پانی اپنے اندر دہری لذتیں رکھتا ہے کہ اب خدا کی اجازت سے میں نے اپنی پیاس کو بجھایا یا اپنی دوسری خواہشات کو پورا کیا۔ تو یہ جو جنت کا ایک زائد مضمون ہم یہاں اپنے لئے پیدا کردیتے ہیں یہی وہ دروازہ بناتا ہے۔ یعنی ہم اس دنیا میں خود اپنے اس دروازے کو تعمیر کر رہے ہیں جو آخری دنیا میں ہمارے سامنے پیش ہوگا اور جس نے دروازہ بنایا ہے جس کا وہ مالک وہی اس سے گزرے گا اور کوئی نہیں گزر سکتا۔ پس یہ مراد نہیں کہ ایک گیٹ اکٹھا ایک جگہ کھڑا ہوا ہے اور کروڑہا آدمی اس کے سامنے QUEUE (لائن) لگا کے کھڑے ہیں کہ ہمیں اجازت ہو تو ہم بھی اس میں سے گزریں کیونکہ جنت میں تو دوسرے دروازوں سے بھی گزرے ہیں تو کیا بار بار نکلنا پڑے گا۔ پھر اگر یہ منظر ہو تو کوئی روزے کے دروازے سے گیا ہے کوئی نماز کے دروازے سے گیا ہے کوئی جہاد کے دروازے سے گیا ہے اور جو روزے دار جہاد کے دروازے سے گیا ہے وہ کہے گا روزے کا مزہ تو میں نے چکھا کوئی نہیں اب چلو پھر دوبارہ باہر نکلتے ہیں اور روزے والے دروازے سے داخل ہوتے ہیں۔ یہ سوچ ان لوگوں کی ہے جو دنیا داری کے مضامین کو دین پر چسپاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

دین کے اپنے محاورے ہیں اور دین کی الگ کیفیات ہیں اور ایسا ممکن ہے کہ بیک وقت ایک انسان مختلف لذتیں حاصل کر رہا ہو گویا دروازے بظاہر الگ الگ ہیں لیکن آپ ان سب دروازوں سے بیک وقت داخل ہو رہے ہیں۔ مثلاً ایک مجاہد ہے اس کو جہاد کی ایک لذت حاصل ہوئی جو اس دنیا میں ہوئی اور روزہ دار ہے جو مجاہد تھا روزے دار بن گیا اس کو روزے کی ایک لذت حاصل ہوئی۔ یہ دونوں چیزیں ایک دوہری لذت کی صورت میں اس دنیا میں پیدا ہوسکتی ہیں اور یہی لذتیں جو ایک کے اوپر دوسری منازل بنا رہی ہوں یہ جب جنت میں متمثل ہوں گی تو بیک وقت ایک ہی گیٹ کے ساتھ اور گیٹ اس کے اوپر ایک اور گیٹ گویا کہ گیٹ کے اوپر ایک گیٹ چڑھا ہوا ہوگا۔ داخل آپ ایک ہی دفعہ ہوں گے مگر ہر گیٹ اپنی تاثیر آپ کے اوپر ڈال رہا ہوگا۔ ہر گیٹ کا لطف آپ کو محسوس ہو رہا ہوگا مگر ہرگز یہ مراد نہیں کہ اس گیٹ سے داخل ہو جاؤ پھر واپس نکلو، پھر دوسرے گیٹ سے جاؤ، پھر تیسرے گیٹ سے جاؤ یہ تو ایک بچگانہ تصور ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف کسی صورت میں منسوب نہیں ہوسکتا، ناممکن

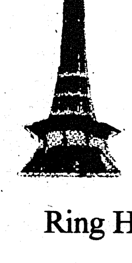
Earlsfield Properties

Landlords & Landladies

Guaranteed rent

Your properties are urgently required.

Ring Heidi & Sue on **: 0181-265-6000**

ہے۔ مگر اگر اس کا عرفان آپ سمجھیں اس پر نظر ڈالیں تو بہت ہی عجیب پر لطف مضمون ہے جو روزمرہ ہمارے تجربے میں آتا ہے۔

پس جس کو ایک خاص لذت نصیب ہو وہی جانتا ہے کہ وہ لذت کیا ہے اور جب وہ دوسروں سے باتیں کرتا ہے تو کہتا ہے تمہیں کیا پتہ۔ یہاں تک کہ شراب پینے والے بھی نہ پینے والوں کو کہتے ہیں "ظالم تونے پی ہی نہیں" تجھے کیا پتہ کیا چیز ہے جو تو چھوڑ رہا ہے، پیئے گا تو پتہ چلے گا۔ تو شراب معرفت کے متعلق یہ کہنا کہ جنہوں نے پی ہے انہیں کو پتہ ہے باقی کوئی اندازہ کر ہی نہیں سکتے اگر سچ ہے تو یہ سچ ہے۔ شراب کا تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ کیا نشے ہیں مگر اس سے زیادہ نشے اللہ تعالیٰ کی محبت کی مے کے دنیا میں بسااوقات ایک انسان پالیتا ہے اور اس کے مقابل پر ہر نشہ ختم ہوجاتا ہے۔ پس قیامت کے دن جو "ریان" کا دروازہ ہے وہ یہ دروازہ ہے جو اس دنیا میں ہم تعمیر کرتے ہیں اور صرف پیاس کی بات پانی سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ دنیا کی ہر خواہش جو ہم خدا کی خاطر چھوڑتے ہیں اور ہمارے دل میں وہ ایک بھڑکی لگا دیتی ہے جب خدا کی خاطر اس کو پورا کرتے ہیں تو وہ لذت ہے جو جنت میں متمثل ہوگی اور بہت بڑھ جائے گی اتنی کہ اس دنیا کی لذت سے اس کی کوئی نسبت نہیں ہوگی یا اس کے ساتھ اس دنیا کی لذت کو کوئی نسبت نہیں ہوگی۔

ایک دوسری حدیث ہے یہ بھی صحیح بخاری سے لی گئی ہے ابراہیم بن سعد نے بتایا کہ ابن شہاب نے ہمیں خبر دی عبیداللہ بن عقبہ سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نیکی میں سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں بہت ہی سخاوت کرتے تھے۔ جب جبریل آپ سے ملتے اور جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات آپؐ سے ملاقات کرتے تھے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم قرآن کا دور کرتے جب جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملتے تو آپؐ نیکی میں تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جایا کرتے تھے۔

جھوٹ کے خلاف ایک عالمی جہاد کی ضرورت ہے جو ہمارے گھروں سے شروع ہوگا، ہمارے نفوس سے شروع ہوگا۔

تو وہی موسم والی بات ہر ایک پر اطلاق پاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سارا سال نیکیوں میں بہت تیز رفتار تھے تو رمضان میں کیا اسی رفتار سے چلتے تھے یا اس میں ایک نئی شان پیدا ہو جاتی تھی نئی جان آ جاتی تھی۔ حدیثیں بتاتی ہیں کہ ان نیکیوں میں جو روزمرہ آپؐ کی عادت تھی ان میں ایک نئی جلاء پیدا ہو جاتی تھی، ایک نیا جوش پیدا ہو جاتا تھا۔ پہلے سے بڑھ کر تیزی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنی روزمرہ کی نیکیوں میں بڑھ جایا کرتے تھے۔ اب اس حدیث نے ہمیں ایک بڑا وسیع مضمون سمجھا دیا اپنے موازنے کا مضمون اپنے سال پر نظر ڈالیں، اپنی نیکیوں پر نظر ڈالیں ہر انسان خواہ نیک ہو یا بد ہو اسے کچھ نہ کچھ نیکی کی توفیق تو مل ہی جاتی ہے یعنی بد بھی ہو تو مل جاتی ہے، نیک ہو تو اس کو بہرحال کچھ نہ کچھ توفیق ملتی رہتی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ رمضان میں وہ نیکیاں جو ہم نے سارا سال کی تھیں ان میں ایک نئی جلاء پیدا ہوئی ہے۔ کیا ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ پہلے جس طرح عبادت کیا کرتے تھے اس سے زیادہ بڑھ کر اس سے زیادہ توجہ سے عبادت کر رہے ہیں۔ جس طرح پہلے صدقہ دیا کرتے تھے اس سے زیادہ توجہ کے ساتھ اور دلی خواہش کو ملا کر صدقے دیتے ہیں۔ محض بوجھ اتارنے کے لئے نہیں بلکہ محبت کے جذبے کے ساتھ جیسے محبت کے جذبے سے جب تحفے پیش کئے جاتے ہیں تو بعض دفعہ بڑے بڑے خوبصورت کاغذوں میں یا ڈبوں میں لپیٹ کر دیئے جاتے ہیں بعض دفعہ تو اتنے زیادہ خوبصورت کر دیئے جاتے ہیں کہ اندر کا تحفہ کم اور باہر کی سجاوٹ زیادہ۔ لیکن اللہ کے حضور بھی کسی حد تک سجاوٹ تو ضروری ہے اور وہ سجاوٹ جو ہے وہ خدا تحفوں کی طرح قبول فرماتا ہے وہ اس کا جز بنا دیتا ہے۔

تو دیکھنا یہ ہے کہ ہماری قربانیوں میں کیا کوئی نئی حسن کی بات بھی پیدا ہوئی؟ ہم نے انہیں سجانے کی کوشش کی؟ جو نمازیں پہلے پڑھتے تھے ان کو اگر ہم بے خیالی سے پڑھ جایا کرتے تھے اور خیال کو خدا تعالیٰ کی طرف مرکوز رکھنے پر محنت نہیں کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ چار رکعتیں پوری ہوگئیں یا تین رکعتیں پوری ہوگئیں تو بات ختم ہوگئی آؤ واپس اب دنیا کی طرف چلتے ہیں بلکہ بسا اوقات دنیا چمٹی رہتی تھی اور نماز کے دوران وہ پیچھا چھوڑتی ہی نہیں تھی۔ پس محض ایک ظاہری بندھن تھا جس کے ٹوٹنے کے بعد کوئی بھی تبدیلی محسوس نہیں ہوئی۔ ویسی ہی بات ہوتی ہے بعض دفعہ نماز پڑھنے والوں سے جس طرح کہ غالب نے کہا ہے کہ:

تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ
جب آنکھ کھل گئی نہ زیاں تھا نہ سود تھا

تو ایسے لوگوں کی نماز سے جب آنکھ کھلتی ہے تو ہاتھ کچھ نہیں ہوتا۔ نہ زیاں نہ سود لیکن ایک زیاں ضرور ہوتا ہے۔ غالب کا شعر تو ایک انسانی حالت پر طاری ہونے والا ہے، اطلاق پانے والا ہے۔ نماز کے معاملے میں ہاتھ تو کچھ نہیں آتا مگر وہ وقت ضائع ہو جاتا ہے جس میں ہاتھ آسکتا تھا اور اس لحاظ سے زیاں کا پہلو غالب رہتا ہے۔

جھوٹ کے خلاف جو جہاد کرنا ہے اس کا جھنڈا جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں تھمایا گیا ہے۔ اگر آپ نے اس جھنڈے کو گرنے دیا تو کوئی ہاتھ نہیں ہوگا جو اسکو اٹھا سکے۔

پس یہ بھی دیکھیں کہ رمضان میں آپ کی وہ نیکیاں جن کی آپ کو پہلے توفیق ملا کرتی تھی کسی نئے جذبے سے جاگ اٹھی ہیں کہ نہیں۔ ان نیکیوں کی آنکھیں کھلی ہیں کہ نہیں یا غفلت کی حالت میں سوئے سوئے ادا ہو رہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق قطعی طور پر ثابت ہے ایک حدیث نہیں اور بہت سی احادیث میں یہی مضمون ہے کہ رمضان کے دنوں میں تو آپؐ کی نیکیاں اس قدر جوش دکھاتی تھیں کہ جیسے ہوا آندھی میں تبدیل ہو جائے اس طرح آپ ہر نیکی میں آگے بڑھ جایا کرتے تھے۔ تو یہ جو نیکیوں کا موازنہ ہے یہ بعض دفعہ دل کے طبعی جوش سے پیدا ہوتا ہے، بعض دفعہ بالارادہ کرنا پڑتا ہے۔ یعنی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تو اس بارے میں ارادے کے ساتھ محنت نہیں کرنی پڑتی تھی۔ محنت تو بہت کرنی پڑتی تھی کیونکہ جب خدا کی رضا کی خاطر انسان پورا زور لگاتا ہے تو کچھ نہ کچھ جسمانی محنت اور اس کی تھکاوٹ کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر وہ محنت خود اپنے آپ کو سنبھال لیتی ہے کیونکہ ولولے اور محبت کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے اس لئے محنت تو ہے مگر اس طرح کی تھکا دینے والی محنت نہیں جیسے ایک آدمی ایسا کام کرے جس میں دل نہ ہو، اس کو بیگار کہتے ہیں۔ مزدور کو بھی اگر پوری مزدوری دو بلکہ اس سے کچھ زیادہ دے دو تو سخت محنت کر کے بھی وہ اتنا نہیں تھکتا جتنا کسی مزدور کو پکڑلیا جائے اور کہا جائے چلو محنت کرو ورنہ تمہیں ماریں گے۔ وہ بے چارہ ہر قدم جو اٹھاتا ہے وہ منوں بوجھل ہو جاتا ہے خواہ ہلکا کام ہی اس کے سپرد ہو۔ تو محنت کے بھی مختلف مدارج ہیں، مختلف کیفیتیں ہیں، ان کے تابع ہمیں اپنے آپ کو دیکھنے جانچنے کا بہت اچھا موقع ہے خصوصاً رمضان شریف میں۔ رمضان میں ہم جتنا قدم نیکیوں میں آگے بڑھاتے ہیں اول تو یہ جانچ سکتے ہیں کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرح ایک طبعی جوش سے ہم آگے بڑھتے ہیں اور اس کی تکلیف کی بجائے جو محنت ہم کر رہے ہیں ہم اس سے لذت پا رہے ہیں اگرچہ جسم کمزور ہے اور روح کی تازگی کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ جیسا کہ حضرت مسیحؑ نے بھی کہا کہ روح جوش رکھتی ہے لیکن جسم کمزور ہے ویسی ہی کیفیت ہر انسان کو اپنے زندگی کے تجارب میں محسوس ہوتی ہے۔ ایک پیارے کی خاطر جاگتا ہے اور ایک مصیبت کے طور پر فرض کے طور پر جاگتا ہے، ان دونوں میں فرق ہے اور وہ مزدور جس کو تھوڑی مزدوری ملتی ہے اس کی محنت اس کے لئے بہت ہی مشقت اور مصیبت لے کے آتی ہے۔ وہ مزدور جس کو زیادہ مل جاتی ہے وہ زیادہ وقت چاہتا ہے اگر اس سے زیادہ محنت نہ لیں تو وہ شکوہ کرتا ہے۔ اب آپ کو پاکستان یا ہندوستان میں شاذ ہی یہ احتجاج ملیں گے کہ ہمیں OVERTIME نہیں دے رہے مگر یہاں اگر فیکٹریاں OVERTIME نہیں دیں گی تو خاص طور پر آزاد کشمیر کے جو آنے والے ہیں وہ تو بڑا شور مچاتے ہیں۔ ان کا بدن زیادہ سخت جان ہے اور اس کو وہ پیسے میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ تو کہتے ہیں یہاں OVER TIME نہیں دیا جارہا بڑا ظلم ہو رہا ہے ہمارے اوپر۔ اور اگر واپس وہاں چلے جائیں اور تھوڑے پیسے دے کے OVERTIME لیں تو کہیں گے OVERTIME لیا جارہا ہے بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ ایک ہی چیز ہے صرف کیفیت اور رجحان بدلنے سے وہ مختلف اثرات پیدا کر دیتی ہے۔

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TEL: 01276-20916 FAX: 01276-678 740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

تو رمضان مبارک کو اس طرح بھی جانچیں۔ کچھ تو اس طرح کہ دیکھیں کہ آپ نے جو گزشتہ نیکیاں کی تھیں کیا رمضان کے مہینے میں ان میں ایک نئی زندگی پیدا ہوئی؟ کیا آپ نے ان نیکیوں میں کچھ قدم آگے بڑھایا جو رمضان کے بغیر آپ کو توفیق نہیں ملی تھی؟ اور پھر نیکیوں میں آپ نے پہلے سے بڑھ کر لذت محسوس کی کہ نہیں؟ اگر لذت محسوس کی ہے تو لازماً آپ کو کچھ ملا ہے اور یہی وہ ملنا ہے جس کی طرف رمضان ہمیں متوجہ کر رہا ہے اور وہ خدا کا ملنا ہے۔ تمام تر مقصد رمضان کا خدا کا ملنا ہے اور یہ لذتیں جن کی طرف میں اشارے کر رہا ہوں یہ تمام لذتیں خواہ کسی نوعیت کی ہوں تب پیدا ہوتی ہیں جب وصل کا احساس پیدا ہو، جب قرب الٰہی کا احساس پیدا ہو اس کے بغیر کوئی لذت، لذت بن ہی نہیں سکتی۔ نماز میں بھی اگر مزہ آئے گا تو لازماً ان لمحات میں مزہ آئے گا جب آپ کو خدا کے قرب کا احساس ہوگا ورنہ یہ نماز بور ہی رہے گی۔ روزوں کے درمیان بھوک اور پیاس میں بھی اگر کوئی مزہ آئے گا تو محض اس وقت جب آپ کی توجہ اللہ کی طرف ہوگی اور آپ دل سے محسوس کریں گے کہ ہاں میں نے اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے تکلیف اٹھائی ہے اور مجھے خوشی ہے۔ وہ جو خوشی ہے وہ زبان کی بات نہیں ہوتی وہ دل کا تجربہ ہوا کرتا ہے۔ واقعۃً روزے دار جب یہ احساس پیدا کرے تو اس کو لطف آتا ہے کہ آہا بہت اچھی بات ہے۔ کچھ غریب ایسے بھی ہیں جو بے اختیار ہیں وہ بھوکے رہنے پہ مجبور ہیں مجھے تو اختیار تھا میں تو خدا کی خاطر رکا ہوں۔ پس اس پہلو سے رمضان ہوش کے ساتھ گزاریں اور جو گنتی کے چند دن باقی رہ گئے ہیں ان میں اپنا موازنہ کرتے رہیں۔ اس دوران کی کیفیت کا موازنہ اپنی پہلی کیفیات سے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے احساس کا موازنہ اپنے پہلے احساسات سے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو میں امید رکھتا ہوں کہ اگلے دن آپ کے لئے بہت کچھ فائدہ چھوڑ جائیں گے اور زیاں کا کوئی احساس نہیں ہوگا۔

رمضان سچ کی ہوائیں چلاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا، ابوہریرہؓ سے روایت ہے یہ بھی صحیح بخاری سے حدیث لی گئی ہے، کہ روزے ڈھال ہیں۔ سو کوئی شخص فحش بات نہ کرے اور نہ جہالت کی بات اور اگر کوئی آدمی اس سے لڑے، گالی دے تو چاہئے کہ اس سے دو بار کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

اب یہ حدیث جو ہے اس میں جو بو کا بیان ہے یہ ویسا ہی بیان ہے جیسا کہ "ریان" کی بات ہورہی ہے کہ وہ ایک دروازہ ہوگا جنت میں۔ وہ کوئی ظاہری لکڑی کا دروازہ نہیں ہوگا۔ اور یہاں جو بو ہے خدا کو تو بو آتی ہی نہیں ان معنوں میں جن معنوں میں ہمیں آتی ہے۔ اگر خدا کو ان معنوں میں بو آئے تو دنیا کی اکثر جگہوں پہ ہر قسم کی بدبو پائی جاتی ہے اور گناہوں کی بدبو تو اتنی عام ہے کہ زمین کے قریب بھی خدا نہ پھٹکے کبھی۔ مگر خدا کو ان معنوں میں بو نہیں آتی۔ نہ ظاہری نہ روحانی معنوں میں بلکہ اس کا علم ہے اور اسی علم کا نام بعض دفعہ یہ رکھا جاتا ہے کہ خدا نے محسوس کیا، خدا کو اس بو کا علم ہوا۔ تو علم اور چیز ہے اور ویسے تجربے میں سے گزرنا اور چیز ہے۔

تو مراد یہاں صرف اتنی ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے صاف ستھرے ہوں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندوں میں سے خوشبو اٹھے ظاہری خوشبو بھی اور باطنی خوشبو بھی اور یہ ایک امر واقعہ ہے جو ہر مذہب میں ہمیں اسی طرح ملتا ہے۔ تمام مذاہب میں رواج ہے کہ کہیں وہ اپنے مندروں میں لوبان جلاتے ہیں، کہیں کئی قسم کی خوشبودار چیزیں چھڑکتے ہیں کہیں وہ عطر خود پہن کر یا لگا کر چلتے ہیں تو مسجد کے ساتھ خوشبو کا ایک تعلق ہے گرجوں کے ساتھ بھی خوشبو کا تعلق ہے مندروں کے ساتھ بھی خوشبوؤں کا تعلق ہے تو مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خوشبو پسند ہے اس لئے نہیں کہ وہ خود سونگھتا ہے۔ اس لئے کہ تم سے محبت ہے تم سے پیار ہے تم جو اچھے لگتے ہو تو خدا کو بھی یہ اچھا لگتا ہے تم جب خوشبودار ہو تو اللہ کو گویا تمہاری خوشبو کا لطف آ رہا ہے اور اس کے باوجود رمضان میں تمہارے منہ کی بدبو کا اس کو علم ہے اور جانتا ہے کہ تم تکلیف میں ہو لیکن خدا کی خاطر ہو، یہ تکلیف خدا کی خاطر اٹھا رہے ہو بدبو سے گزارا کر رہے ہو اللہ کی خاطر۔ تو یہ بات اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کہ دیکھو میرا بندہ جس کو میں نے بہت ہی پاکیزگی کی تعلیم دی، پاکیزگی کی عادات ڈالیں، جس کو بار بار صاف ستھرا ہونے کے سلیقے سکھائے، پانچ دفعہ وضو کرتا ہے ہر گندی چیز سے بچنے کی کوشش کرتا ہے آج میری خاطر ایک ایسا کام کر رہا ہے کہ اتنے نظیف مزاج کا، اتنے صاف ستھرے مزاج کا انسان منہ میں بدبو لئے پھر رہا ہے اور بے بس ہے تو یہ پیار کی کیفیت ہے۔ اپنا بچہ، اپنا عزیز جب کسی کی خاطر کوئی گند بھی لگا بیٹھے تو وہ گند اس وقت اچھا لگتا ہے کہ اس نے اس کی خاطر کیا ہے۔ کئی دفعہ ایک انسان کسی چیز کو پکڑنے لگتا ہے جو نسبتاً گندی ہو تو کوئی پیار کرنے والا آگے بڑھ کر لپک کر اس کو ہاتھ میں اٹھا لیتا ہے۔ اب اس وقت کا اس کا گندا ہاتھ اس کو برا تو نہیں لگا کرتا۔ کون کہہ سکتا ہے اوں ہوں تم نے تو ہاتھ گندا کرلیا۔ ہاتھ گندا کیا محبت کی خاطر اور وہ گندا ہاتھ پیارا لگ رہا ہوتا ہے اس پر رحم تو آتا ہے اس سے نفرت پیدا نہیں ہوتی۔ پس یہ معنیٰ ہے کہ خدا کو روزے دار کے منہ کی بدبو بھی پیاری لگتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خوشبوؤں میں کستوری کو، مشک کو ایک مقام ہے تو ساری دنیا میں شاعروں کی زبان پر جاری رہتا ہے کہ مشک کی خوشبو بہت ہی پاکیزہ اور عظیم خوشبو ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ خدا کو روزے دار کی منہ کی بدبو پسند ہے جو خدا کی خاطر اس بدبو کے ساتھ نبھانے کی کوشش کرتا ہے۔

پھر فرمایا کہ جب جھگڑیں تو جواب میں کہے "میں تو روزے دار ہوں"۔ یہ بحث ہے جواب میں کہے "میں تو روزے دار ہوں" یہ ایک ایسی دلچسپ چیز ہے جس کے کئی پہلو ہیں اصل میں۔ ایک تو یہ کہ جب آدمی کہے میں تو روزے دار ہوں تو اس وقت اس کا کسی اشتعال سے رک جانا اس اشتعال سے رک جانے کو ایک نیکی بنا دیتا ہے اور اس کے دل میں احساس جاگ اٹھتا ہے کہ میں خدا کی خاطر رک رہا ہوں۔ دوسرے یہ کہ جو سننے والا ہے جس نے زیادتی کی ہے اس کو یہ کہہ کر انسان ایک تسکین پالیتا ہے کہ کہیں مجھے کمزور ہی نہ سمجھ رہا ہو اور بعض ایسے جوشیلے ہیں کہ ان کو صرف غصہ دبانا مشکل نہیں بلکہ یہ برداشت کرنا مشکل ہے کہ اگلا مجھے نکما ہی نہ سمجھ رہا ہو۔ وہ سمجھتا ہے کہ میری بے عزتی کر جائے جو مرضی کر جائے میں اسی طرح بیٹھا رہ جاؤں گا۔ چنانچہ ایسے مزاج کے لوگ بعض دفعہ اپنے کمینے پن پہ بھی فخر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں خبردار ہے جو ہمارے متعلق کوئی کہے ہم بڑے کمینے، بدمعاش لوگ ہیں ہم یوں جواب دیا کرتے ہیں۔ اب وہ بےچارے کمینے بدمعاش اگر تھے روزے میں پھنس گئے ہیں تو کس طرح برداشت کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے طریقہ سکھادیا ہے تم یہ کہہ دیا کرو کہ میں پھنسا ہوا ہوں مجبور ہوں بندھا ہوا ہوں ورنہ میرا دل تو بڑا چاہ رہا ہے اس وقت کہ جوابی حملہ تم پہ کروں۔ تو نفسیاتی طور پر جو ایک کمزوری کا احساس پیدا ہوتا ہے یہ بات کہنا اس کمزوری کے احساس کو دور کر دیتا ہے کہ میں تو خدا کی خاطر رکا ہوا ہوں۔ اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اس کو آئندہ جوشوں پر قابو پانے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ ایک انسان جب اپنے جوشوں کو کھلی چھٹی دیتا ہے تو یاد رکھیں کہ ہمیشہ وہ چھٹی آگے بڑھتی جاتی ہے۔ مونہہ تھوڑا سا کھلتا ہے تو پھر پھٹنے لگتا ہے۔ پھر ایسے لوگ مستقلاً مونہہ پھٹ ہوجاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو مونہہ کو سنبھالتے ہیں وہ سنبھالتے سنبھالتے مونہہ کو ادب سکھادیتے ہیں اور پھر بے اختیار مونہہ سے کوئی سخت لفظ نکلتا ہی نہیں۔ تو رمضان مبارک میں جو یہ بات زور سے کہی جاتی ہے آواز کے ساتھ کہ میں خدا کی خاطر رکتا ہوں تو کسی انسان میں تو یہ جذبہ جاگتا ہوگا کہ اللہ کی خاطر ان باتوں سے رکنا اگر اچھی بات ہے تو رمضان کے بعد میں کیوں پھر ایسی باتوں کو جاری رکھوں۔ اور رمضان کی ایک مہینے کی پریکٹس اس کے گیارہ مہینے کے کام آسکتی ہے اور وہ واقعۃً رمضان سے نکلتا ہے تو پہلے سے زیادہ اپنے جذبات پر قابو پاکر اور قابو پانے کی صلاحیت حاصل کرکے نکلتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں، یہ بھی بخاری ہی سے حدیث لی گئی ہے اور ابوہریرہؓ کی روایت ہے، کہ جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اور یہاں روزے کے دوران کی بحث نہیں ہے بلکہ رمضان کی بات ہو رہی ہے۔ رمضان کا مہینہ آتا ہے اور کوئی شخص جس کو جھوٹ بولنے کی عادت ہے وہ اس سے باز نہیں آتا تو ایسے شخص کا بھوکا اور پیاسا رہنا خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل ستائش ہے ہی نہیں، قبولیت کے لائق نہیں ہے اور وہ بھوکا پیاسا گزر جائے گا اور اس کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ تو جھوٹ کی طرف بھی توجہ کریں یہ آج کل بہت پھیل رہا ہے اور میں پہلے بھی بارہا جماعت کو متوجہ کرچکا ہوں کہ جھوٹ کے خلاف ایک عالمی جہاد کی ضرورت ہے جو ہمارے گھروں سے شروع ہوگا، ہمارے نفوس سے شروع ہوگا۔ بسا اوقات لوگ ملتے ہیں کہ جی آپ کے سامنے جھوٹ نہیں بولنا۔ میں کہتا ہوں "انا للہ و انا الیہ راجعون" میرے سامنے نہیں بولنا خدا کے سامنے بولتے چلے جانا ہے کیونکہ خدا سے چھپ کے

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائینوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کرواسکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

کہاں جھوٹ بولیں گے۔ بہت ہی پاگلوں والا محاورہ ہے۔ اب اگر کسی کے مونہہ پہ آئے گا تو مجھے یقین ہے ملاقات کے وقت ہاتھ رکھ کے اپنے آپ کو روک لے گا مگر کئی ہیں جن کو عادت ہے وہ کہتے ہی ہیں۔ میں نے اس پہ خطبے دیئے تب بھی کئی آدمی کہتے ہیں۔ میں نے کہا واقعۃً یہ اسی طرح ہوا تھا؟ کہ جی میں آپ کے سامنے جھوٹ بول سکتا ہوں۔ میں نے کہا جو خدا کے سامنے بول سکتا ہے وہ سب کے سامنے بول سکتا ہے۔ یہ بھی جھوٹ ہے کہ آپ کے سامنے نہیں بول سکتا بلکہ ایسے ہی لوگ ہیں جو سامنے جھوٹ بولتے ہیں۔

اس لئے جھوٹ ایک بڑی لعنت ہے اور جب یہ عادت بن جائے تو انسان کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں یہ بڑی بدنصیبی ہے۔ اور اتنی عادت بن چکی ہے دنیا میں کہ آپ دیکھ کے حیران ہونگے۔ بعض ملک کے ملک، قوموں کی قومیں جھوٹ کے سمندر میں ایسا غرق ہو چکے ہیں کہ ان کو پتہ ہی نہیں کہ ہم ڈوب چکے ہیں اور فنا ہو چکے ہیں احساس ہی نہیں رہا اور سب سے بڑا عذاب اسی احساس کا مٹ جانا ہے کہ جھوٹ ایک لعنت ہے اور ہمیں سچائی کی طرف لوٹنا ہوگا۔ یہ جو جھوٹ کا سیلاب ہے اس نے اب بڑی بڑی ایسی قوموں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے جو کسی زمانے میں سچائی پر فخر کرتی تھیں۔ اور یہ جو قوموں کا معاملہ ہے یہ ہر ملک میں الگ الگ قبائل سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ مجھ سے ملنے کے لئے ایک معزز دوست پاکستان سے تشریف لائے جن کے قبیلے کی بعض روایات ہیں بڑی بلند اور مقدس روایات ہیں کہ ظلم نہیں کرنا جھوٹ نہیں بولنا فلاں کام نہیں کرنا۔ تو انہوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ اب تو سارے ملک میں اپنے علاقے میں جدھر نگاہ ڈالتے ہیں سب قومیں غرق ہو چکی ہیں اس بات میں۔ دعا کریں کہ ہمیں یہ جھنڈا اٹھائے رکھنے کی توفیق ملے۔ اب تک تو خدا کے فضل سے ہم نے بڑی محنت اور کوشش کے ساتھ اس جھنڈے کو بلند رکھا ہے اور اپنی قومی روایات کو جو اعلیٰ روایات ہیں مرنے نہیں دیا مگر ایسے لوگ کم رہ گئے ہیں جزائر کی صورت میں ہیں اور ان میں بھی پھر انفرادی طور پر بہت سے نوجوان ایسے بھی ہوں گے جو رفتہ رفتہ دوسرے سیلاب میں بہہ گئے ہیں یا بہہ جانے والے ہیں۔ تو ان کے لئے دعا کرنی چاہئے جن کو احساس ہے کہ ہم ان خوبیوں کو زندہ رکھیں اور قوم میں بالعموم گرد و پیش میں اس کا درس دینا چاہئے کہ جھوٹ سے بڑی دنیا میں اور کوئی لعنت نہیں ہے۔

سارے عالم کو جھوٹ سے صاف کرنے کے لئے ایک بڑی عظیم جدوجہد کی ضرورت ہے۔

قوموں کے اعتبار سے اور ملکوں کے اعتبار سے وہ ممالک جن میں یہ فخر ہوتا تھا کہ ہم کم سے کم اپنی قوم سے جھوٹ نہیں بولتے اور سیاست دان جو قوم سے جھوٹ بولے اس کا تصور بھی نہیں تھا۔ لیکن اب تو یہ روزمرہ کی بات بن گئی ہے۔ ایسے ممالک ہیں جہاں پولیس کے متعلق تقریباً یقین ہوا کرتا تھا کہ وہ جھوٹ نہیں بولے گی مگر اب تو روزمرہ دستور بن گئے ہیں ان ممالک میں کہ پولیس بھی جھوٹے مقدمے بناتی اور اس کے نتیجے میں بعض معصوموں کو مظالم کا نشانہ بنا دیتی ہے۔ ایسے واقعات ہوتے ہیں ان ملکوں میں کہ ایک آدمی بے چارہ دس پندرہ سال کی قید برداشت کر کے اپنے جوانی کے دن قید میں گلا کر اور ضائع کر کے باہر نکلتا ہے اس لئے کہ پندرہ سال کے بعد ثابت ہوتا ہے کہ پولیس نے سارا کیس ہی جھوٹا بنایا ہوا تھا۔ تو جھوٹ کا تو اب یہ حال ہو گیا ہے۔ اور جھوٹ کے خلاف جو جہاد کرنا ہے اس کا جھنڈا جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں تھمایا گیا ہے۔ اگر آپ نے اس جھنڈے کو گرنے دیا تو کوئی ہاتھ نہیں ہوگا جو اس کو اٹھا سکے گا۔ اس لئے ساری دنیا میں جھوٹ کے خلاف جہاد جاری رکھیں اور یہ جہاد اپنے نفوس سے شروع ہوگا اپنے گھروں سے شروع ہوگا اور رمضان مبارک میں تو بالخصوص آپ کے لئے بہت اچھا موقع ہے کہ رمضان کی ہوائیں آپ کی تائید کر رہی ہیں۔

رمضان سچ کی ہوائیں چلاتا ہے اور یہ ہوائیں جو ہیں یہ آپ کی مددگار بن گئی ہیں۔ پس جھوٹ سے خود بھی اجتناب کریں اور اپنے بچوں پر بھی نظر رکھیں، اپنی بیوی پر اپنے ماحول اپنے گرد و پیش پر، اپنے دوستوں پر کہ ان کی جو عادت بن گئی ہے روز مرہ جھوٹ بولنے کی اس سے وہ نکل کے باہر آئیں۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں جی یہ تو عادت کی بات ہے معمولی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ عادتیں جو ہیں یہ دراصل پیش خیمہ ہیں بڑے جھوٹوں کا۔ جب ایک جگہ سے حیا اٹھ جائے تو پھر آگے حیا اٹھتی چلی جاتی ہے۔ دنیا میں کہیں کوئی مقام ٹھہراؤ کا مقام نہیں ہے۔ یا آپ جوان ہو رہے ہیں یا آپ بوڑھے ہو رہے ہیں تیسری کوئی چیز نہیں۔ اگر جوانی کے بعد کہیں قدم روکے ہیں تو آپ سمجھتے ہیں کہ قدم روکے ہوئے ہیں۔ حقیقت میں مسلسل یا آپ جوانی کی طرف مڑ جائیں گے یا بڑھاپے کی طرف تیزی سے آگے بڑھ جائیں گے کھڑے ہونے کا کوئی مقام نہیں ہے۔ پس بدیوں کا بھی یہی حال ہے جب آپ ان سے تعلق بڑھاتے ہیں تو پھر وہ بڑھتے چلے جاتے ہیں یا تعلق کاٹتے ہوں گے اور پھر وہ گھٹتے چلے جائیں گے یا بڑھیں گے اور بڑھتے چلے جائیں گے بیچ کی کوئی حالت نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا کہ دیکھو بعض دفعہ ایک کالا سا تل چہرے پر ظاہر ہوتا ہے اور وہ بیماری کا تل ہوتا ہے وہ پھیلنے لگتا ہے تو دیکھو تمہیں کتنی تکلیف ہوتی ہے کیسی گھبراہٹ ہوتی ہے کیسی کیسی فکروں میں مبتلا ہو جاتے ہو ڈاکٹروں کے دروازے کھٹکھٹاتے طبیبوں کے پاس پہنچتے کہ یہ داغ تو پھیلتا جا رہا ہے۔ اور بسا اوقات اگر صحیح علاج نہ ہو تو وہ چھوٹا سا داغ سارے چہرے کو بدنما کر دیتا ہے اور یہ داغ بعض دفعہ سفیدی کا داغ سفید برص کی صورت میں آتا ہے حالانکہ سفیدی کو لوگ پسند کرتے ہیں مگر جب یہ بیماری بن جائے تو وہ پھیلتے پھیلتے سارے جسم پر قبضہ کر جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ دیکھو گناہوں کا یہی حال ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ تم نے بہت معمولی معمولی ابتدائی گناہ کئے ہیں اور وہ کرتے چلے جاؤ اور ان کے خلاف تمہارے دل میں کوئی نفرت پیدا نہ ہو۔ اگر نہیں ہوگی تو پھر یہ داغ پھیلیں گے۔ پھر چھوٹے گناہ بڑھ کر بڑے گناہ بنیں گے اور بڑے گناہ بڑھ کر تمہیں گھیر لیں گے۔ اور جہاں تک گھیرنے کا تعلق ہے قرآن کریم میں ایک ایسی آیت ہے جو بہت ہی انذاری آیت ہے۔ فرماتا ہے وہ لوگ نہیں بخشے جائیں گے جن کو ان کی سیآت نے گھیر لیا ہو۔ یعنی خدا تعالیٰ اپنی بخشش کا ذکر فرماتا ہے کہ میں اگرچہ ہر گناہ کو بخش سکتا ہوں لیکن وہاں ایک بہت ہی باریک تعلیم یہ بھی دی کہ وہ لوگ جن کو ان کی برائی نے گھیر لیا ہو وہ نہیں بخشے جائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ بعضوں کو کینسر کی بیماری گھیر لیتی ہے، بعضوں کو دوسری بیماریاں ہیں سل ہے یا دوسری ایسی بیماریاں وہ گھیرے میں لے لیتی ہیں ان کا گھیرا نہیں ٹوٹا کرتا پھر۔ تو گناہ کے گھیرے میں نہ آؤ یہ تعلیم ہے۔ اگر تم گھیرے میں آگئے تو پھر تمہاری جوابی جدوجہد ہی ختم ہو جائے گی یا بے معنی ہو جائے گی اور بسا اوقات ختم ہو جاتی ہے پھر انسان اس چیز کو ایک تقدیر کے طور پر ایک قانون کے طور پر قبول کر کے اس پہ راضی ہو بیٹھتا ہے اور پھر اس کے نتیجے میں ایک اور گناہ ایسا پیدا ہوتا ہے جس کا دائرہ پھر اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

تو رمضان مبارک میں جھوٹ کے خلاف اگر آپ جہاد کریں تو یاد رکھیں اس کے نتیجے میں آپ کے روزے میں بھی برکت ہوگی۔ آپ ویسے بھی تو خدا کی خاطر کھانے سے رک رہے ہیں پینے سے رک رہے ہیں مگر اگر ساتھ یہ جہاد بھی شروع ہو جائے جو جھوٹ کے خلاف ہے، اس جھوٹ کے خلاف جو روزے کا زہر قاتل ہے اگر جھوٹ کھالیا تو گویا سب کچھ روزے میں کھا لیا اور روزے کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ پس جھوٹ کے خلاف اگر آپ جہاد شروع کریں گے اور باریکی سے گرد و پیش میں نظر رکھیں گے تو آپ کے روزے کی بھوک آپ کے لئے زیادہ ثواب لے کے آئے گی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے قبولیت کی شرط سچائی رکھ دی ہے۔ پس جتنا آپ سچائی کی طرف آگے بڑھیں گے اتنا ہی آپ کے روزے مقبول ہوتے چلے جائیں گے اور اس کے نتیجے میں آپ کو دنیا میں بھی یہ محسوس ہوگا کہ یہ روزہ آپ کے لئے روحانی صحت کا موجب بنا ہے۔

پس سارے عالم کو جھوٹ سے صاف کرنے کے لئے ایک بڑی عظیم جد وجہد کی ضرورت ہے۔ تبلیغ کے ذریعے جہاں لوگ احمدیت کو قبول کرتے ہیں وہاں ان کے اوپر اصلاحی، تربیتی کام کا آغاز وہیں سے شروع ہو جانا چاہئے اور جن قوموں میں جھوٹ پایا جاتا ہے وہاں اس کے خلاف جہاد کریں۔ بعض قومیں ہیں جو غریب بھی ہیں مگر سچی ہیں مگر بعض ہیں جو امیر بھی ہیں اور جھوٹی ہیں اور اسی طرح خاندانوں کا حال ہے، اسی طرح افراد کی کیفیت ہوتی ہے۔ تو آپ کو بیدار مغزی کے ساتھ جس شخص کو احمدیت کے دائرے میں لے کے آنا ہے اس کی کمزوریوں پر نظر ڈالنی ہوگی اور ان کی اصلاح کا جہاد فوراً شروع کرنا ہے کیونکہ کسی کا احمدیت میں آنا اس کے سوا کوئی معنے نہیں رکھتا کہ اب مجھے جو ٹھیک کرنا ہے کر لو میں حاضر ہوں، میں نے قبول کر لیا جو اصلاح کا دور ہے وہ ختم نہیں ہوا، شروع ہوا ہے۔

قرآن کریم اسی مضمون کو بیان فرماتا ہے یہ کہہ کر، ہمیں یہ دعا سکھا کر کہ "**ربنا اننا سمعنا منادیاً ینادی للایمان ان امنوا بربکم فامنا**" اے ہمارے رب ہم نے سنا ایک منادی کرنے والے کو، ایک اعلان عام کرنے والے کو کہ اپنے رب پر ایمان لے آؤ پس ہم ایمان لے آئے۔ تو کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ سفر ختم ہونے کا اعلان ہے ہم ایمان لے آئے الحمدللہ بچ گئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اس کے بعد وہ یہ مطالبہ کرتے ہیں "**ربنا فاغفر لنا ذنوبنا و کفر عنا سیاتنا و توفنا مع الابرار**" اب ہماری زندگی کا وہ دور شروع ہوا ہے جہاں ہم نے ایک نئے تخلیق کے عالم میں دوبارہ ابھرنا ہے، پھر سے پیدا ہونا ہے۔ اس کے لئے ہماری درخواست یہ ہے، ہماری التجا یہ ہے کہ پرانے گناہوں کو، پرانی غلطیوں کو بخش دے اور جاری غلطیوں کی اصلاح فرماتا جا اور اس وقت تک ہمیں یہ توفیق دے، اس وقت تک ہم زندہ رہیں جب تک تیری نظر میں ہم نیکوں میں جان دے رہے ہوں، بدوں میں جان نہ دے رہے ہوں۔ پس ہر آنے والے کے لئے یہ کوشش ضروری ہے اور اپنی ذات کے لئے اگر یہ نہیں ہوگی تو آنے والے کے لئے بھی نہیں ہو سکتی۔

پس اس رمضان میں ان باتوں کو سمجھ کر ان سے حتی المقدور استفادے کی کوشش کریں۔ خدا کرے کہ یہ رمضان ہمارے لئے ایسا زندہ ہو جائے کہ ہمیں ہمیشہ کی زندگی دے کر جائے، زندگی لے کر واپس نہ جائے۔

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

(شیخ مبارک احمد ۔ امریکہ)

جن دنوں ہم مدرسہ احمدیہ کے بزرگ اساتذہ کی زیر نگرانی تعلیم حاصل کرتے تھے ان میں سے اکثر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ تھے۔ یہ خوش قسمتی تھی کہ ایسے بزرگوں کے پاس بیٹھتے، ان کی باتیں سنتے اور ان کی نیک مجلس سے خاص روحانی حظ حاصل ہوتا تھا۔ مزید ان کی طرف سے تلقین کہ کوشش کر کے بھی مختلف اوقات میں ان بزرگوں سے ملا کرو، ان کے پاس بیٹھا کرو۔ حسن اتفاق سے مدرسہ احمدیہ قادیان کی عمارت کے قریب اخبار الفضل کے مینیجر کا دفتر بھی تھا ۔ ان دنوں حضرت قاضی محمد ظہورالدین اکمل صاحبؓ، الفضل کے مینیجر تھے اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے خاص توفیق بخشی تھی حوصلہ افزائی کی۔ مضامین لکھنے کی بھی تلقین کرتے تھے، مضامین بھیجتے تو اپنی عالمانہ اور فاضلانہ صلاحیت سے اصلاح کر کے شائع بھی کرتے۔ اس عاجز کو ان کے ہاں اکثر جانے کا موقع ملتا تھا۔ وہ کرسی پر اپنی کمزور صحت کی وجہ سے نہ بیٹھتے بلکہ تخت پوش اور گدیلے پر، تکیہ سے ٹیک لگا کر بیٹھتے اور کام کرتے۔ ان کی پشت کی طرف کی دیوار پر چھت کے قریب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدرے بڑی تصویر فریم میں لٹکائی ہوتی اور اس کے نیچے محترم حضرت قاضی اکمل صاحب کا یہ شعر لکھا ہوتا۔

یہ لب کھلیں تو تڑپ جائیں سینکڑوں نغمے
یہ آنکھ اٹھے تو برس جائے کیف میخانہ

ایک مجلس میں خاکسار نے ذکر حبیب کے موضوع پر تقریر شروع کرنے سے قبل جب یہ شعر پڑھا تو ایک شاعر اور قلبی واردات کے مورد سخن فہم دوست نے اس شعر سے متاثر ہو کر بے ساختہ مجھ سے پوچھا، شیخ صاحب! یہ کس کا شعر ہے، کیا خوب ہے۔ بتایا کہ حضرت قاضی محمد ظہورالدین صاحب اکملؓ کا ہے۔ انہوں نے حضور اقدس کی تصویر کے نیچے کے حاشیہ میں یہ شعر درج کیا ہوا ہے۔ حضور اقدس کی پاکیزہ سیرت کے کئی پہلو اس میں سمو دئے گئے ہیں۔

ہر بزرگ صحابیؓ جنہیں حضور اقدس کی زیارت، آپ کی محبت، آپ کی روح پرور مجلسوں میں اٹھنے بیٹھنے اور آپ کی روح پرور اور ایمان افروز باتوں کے سننے کی سعادت نصیب ہوئی ان میں ایک آپ کے خاص پیارے رفیق حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ تھے۔ یہ وہ بزرگ صحابی ہیں جنہیں یہ برکت بھی ملی کہ ایک دفعہ جب حضور کی ملاقات سے مشرف ہو کر واپس لاہور جانے لگے تو حضور اقدس نے اپنی پگڑی کے ایک حصہ کو الگ کر کے اس میں آپ کے لئے سفر کا کھانا عنایت فرمایا۔

اس بزرگ صحابی کو بھی اپنے آقا سے عشق اور خاص وارفتگی تھی۔ جب بھی حضور اقدس کے حالات، آپ کی زندگی کے پاکیزہ واقعات بیان کرتے تو ایک خاص کیفیت اور انداز میں بیان کرتے۔ ہر دیکھنے اور سننے والا بھی اس کیفیت کو محسوس کرتا اور اپنے اس بیان کو "ذکر حبیب" کے عنوان سے معنون کرتے۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ حضور کی ایمان افروز زندگی کے واقعات کے بیان کو "ذکر حبیب" کے عنوان سے پہلی دفعہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے ہی معنون کیا۔ اور بعد میں جس کسی کو توفیق ملی کہ حضور اقدس کی سیرت کا ذکر کرے تو "ذکر حبیب" کے عنوان سے ہی موسوم کیا۔

☆ ذکر حبیب، پیارے کی یاد تو کئی پہلو رکھتی ہے اور ہر ایک پہلو خاص وصف اور اعلیٰ اخلاق کا حامل ہے۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک زندگی کا ایک خاص پہلو بنی نوع انسان سے ہمدردی اور بلا امتیاز ہر ایک سے خیر خواہی آپ کا خاص وظیفہ تھا۔ اپنی ایک رباعی میں جہاں اور کئی پہلو آپ کے نمایاں ہوتے نظر آتے ہیں وہاں آپ نے اس رباعی میں "الخلق عیالی" فرما کر مخلوق خدا کو اپنا عیال گردانا۔ اور ساری زندگی جب بھی کوئی موقع پیش آیا ہر انسان سے آپ نے عیال کی طرح ہمدردی کا معاملہ کیا۔ اکثر فرمایا کرتے "ہمارے اصول دو ہیں خدا تعالیٰ سے تعلق صاف رکھنا اور اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا"۔

☆ حضرت مولوی غلام حسین صاحب ڈنگوی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ریل کے سفر میں حضور کے ساتھ تھا، عام لوگوں کا رویہ آنے والے مسافروں سے ترش روئی کا تھا اور میرا بھی یہی رویہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسافر کے لئے جگہ خالی کر دی اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا "اخلاق دکھانے کا یہی موقعہ ہے"۔

☆ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی روایت ہے باہر سیر کو جا رہے تھے۔ حضور کے ساتھ چند اور بھی رفقاء تھے۔ ان میں ایک پٹواری عبدالکریم بھی تھے، وہ حضور سے ذرا آگے تھے۔ راستہ میں ایک ساٹھ ستر سالہ بڑھیا بیٹھی ہوئی تھی اس کے ہاتھ میں خط تھا مکرم عبدالکریم صاحب پٹواری سے اس بڑھیا نے خط پڑھ کر سنانے کے لئے کہا۔ انہوں نے جھڑکیاں دے کر بڑھیا کو ہٹا دیا۔ حضور کے دل پر اس حرکت کو دیکھ کر چوٹ لگی۔ بڑھیا نے خط حضور اقدس کی خدمت میں دیا۔ حضور فرماتے ہیں میں اس کو لے کر ٹھہر گیا۔ پڑھ کر اچھی طرح سے سمجھا دیا۔ پٹواری صاحب بہت شرمندہ ہوئے۔ ٹھہرنا بھی پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہے۔

☆ حضور اقدس اپنے خدام کو ہمیشہ ادب و احترام سے یاد فرماتے۔ تحریروں میں "مجی اخویم، حضرت اخویم مجی فی اللہ اور مولوی صاحب" کے الفاظ استعمال فرماتے۔ چھوٹے بڑے، ذات پات کا ہرگز خیال نہ تھا اور فرماتے "میرا سب کے ساتھ ایک جیسا تعلق ہے"۔ محترم ڈاکٹر عطر دین صاحبؓ کی روایت ہے، حضور جہاں تشریف لے جاتے سب سے پہلے السلام علیکم کہتے۔ ایک دفعہ جبکہ میری عمر ۱۳ یا ۱۴ سال کی تھی، طالب علم تھا، بالکل غریب، سر اور پاؤں تک ننگے (نہ ٹوپی نہ جوتی) مدرسہ کے دروازہ پر میں کھڑا تھا، حضور تشریف لائے اور آتے ہی خاکسار کو السلام علیکم کہا۔ حضور کا یہ طریق تھا جب کوئی شخص بات کرتا تو سنتے رہتے جب تک کہ وہ بات ختم نہ کر لے۔

☆ مساویانہ سلوک اور سب سے برابری کا معاملہ کے سلسلہ میں حضرت مولانا بقاپوری صاحبؓ کا بیان ہے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور علیہ السلام نے فرمایا سب کو ایک جیسا کھانا دیا جائے۔ خواجہ کمال الدین صاحب نے کہا حضور غرباء کو دال بھی میسر نہیں آتی۔ دال کو ہی غنیمت سمجھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا گوشت پلاؤ کھاتے دوسروں کو دیکھ کر ان کا بھی دل چاہتا ہے۔ یا تو سب کو پلاؤ گوشت کھلاؤ یا سب کو دال۔ دال دو تو سب کو اور پلاؤ دو تو سب کو دو۔ نیز فرمایا "میرے مرید خواہ وہ غریب ہوں یا امیر میرا ان سب کے ساتھ ایک جیسا تعلق ہے"۔

☆ دلداری، غریب پروری اور خدمت خلق کا ایک اور دلربا انداز۔ مکرم میاں نظام دین صاحب لدھیانہ کے رہنے والے تھے، غریب تھے۔ حضور کی مجلس میں آپ کے قرب میں بیٹھے تھے۔ جوں جوں دوسرے دوست اور معززین آتے رہے میاں نظام دین صاحب پیچھے ہٹتے گئے۔ انہیں دھکیل کر جوتیوں کے قریب لے آئے۔ اتنے میں کھانا آیا۔ حضور اقدس جو یہ سارا نظارہ دیکھ رہے تھے غریب نوازی اور دلداری کے پیارے جذبہ سے حضور نے سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں لیں اور میاں نظام دین سے مخاطب ہو کر فرمایا آؤ میاں نظام دین ہم اور تم مل کر اندر کھانا کھائیں۔ ایک برتن میں اکٹھے کھانا کھا کر میاں نظام دین صاحبؓ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔

☆ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کی روایت ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طرز عمل سے یہ بات عام طور پر نظر آتی تھی کہ غرباء کی جماعت سے آپ بہت محبت کرتے اور بارہا فرماتے "یہ غریب لوگ بظاہر میلے کچیلے کپڑوں میں نظر آتے ہیں مگر میں ان کو دیکھتا ہوں کہ خدمت دین کے جوش سے ان کے دل لبریز ہیں"۔

☆ حضرت حافظ شیخ حامد علی صاحبؓ ایک غریب سادہ منش خادم تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت ہی قریب کا تعلق تھا۔ ان کی خدمت کی قدر دانی کرتے ہوئے فرمایا "جیسی خدمت شیخ حامد علی نے کی وہ میری خدمت کسی دوسرے نے نہیں کی۔ ہمیشہ میرے ساتھ رہا۔ جنت میں بھی میرے ساتھ اسی طرح ہوگا"۔ سبحان اللہ آقا کی یہ دلداری و قدر دانی اور خوش خبری بہت کم لوگوں کو حضور کی زبان مبارک سے نصیب ہوئی ہے۔

☆ ایک دفعہ حضور اقدسؑ سیر سے واپس آ رہے تھے کہ ایک حافظ صاحب نے جو نابینا تھا آپ سے مصافحہ کیا اور عرض کیا حضور میں نابینا ہوں ذرا ٹھہر کر میری عرض سن لیں۔ حضور کھڑے ہو گئے۔ اس نے کہا حضور! میں آپ کا عاشق ہوں اور چاہتا ہوں کہ غفلت دور ہو۔ حضور نے فرمایا نماز اور استغفار دل کی غفلت کا عمدہ علاج ہیں۔ نماز میں دعا کرنی چاہئے کہ مجھ میں اور میرے گناہوں میں دوری ڈال دے۔ صدق سے دعا کرتا رہے تو یقینی بات ہے کہ کسی وقت منظور ہو جائے"۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۴۵)

☆ حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانیؓ جو ہندوؤں سے مسلمان اور احمدی ہوئے تھے ان کا بیان ہے کہ سردی کا موسم تھا اور میرا بستر ہلکا۔ سردی بڑھ گئی اور دالان میں تازہ گچ کا پلستر ہوا تو کمرہ زیادہ ٹھنڈا ہو گیا۔ ایک رات شدید سردی اور پورا بستر نہ ہونے کے باعث مجھے نیند نہ آئی۔ کروٹ لے لے کر یا بیٹھ کر رات گزاری۔ بالآخر تھک کر میں لیٹ گیا۔ رات کے دو بجے ہونگے کچھ دیر چند منٹ کے بعد کھڑکی کھلی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دالان میں داخل ہوئے۔ میں سمٹا ہوا چارپائی پر پڑا تھا۔ حضور کو توجہ ہوئی اور چارپائی کے قریب آ کر غور سے دیکھا۔ آہستگی سے اپنی پوستین اتار کر میرے اوپر ڈال دی۔ میں مگن پڑا رہا، ہلا جلا نہ بولا۔ حضور تشریف لے گئے۔ گرم ہوتے ہی میں گہری نیند سو گیا اور پھر صبح اذان سے جاگا۔ حضور صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ حضور مسکراتے ہوئے میری طرف بڑھے اور فرمایا "میاں عبدالرحمان آپ نے تکلف کر کے تکلیف اٹھائی۔ بستر کم تھا تو کیوں ہمیں اطلاع نہ دی۔ شرط موت کی لگانا اور رنگ اجنبیت کا دکھانا ٹھیک نہیں۔ دو چار روز کی بات ہوتی تو اجنبیت انسان دکھا سکتا ہے۔ مگر عمر کی بازی لگا کر تکلف و اجنبیت میں پڑے رہنا باعث تکلیف ہوتا ہے۔ جب آپ نے گھر چھوڑا، ماں باپ چھوڑے، وطن اور قبیلہ چھوڑ کر ہمارے پاس آ گئے تو آپ کی ضروریات ہمارے ذمہ ہیں"۔

صبح کی نماز بعد سلام پھیرتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حاجی حافظ حکیم فضل الرحمان صاحبؓ سے ارشاد فرمایا کہ میاں عبدالرحمان صاحب کو آج ہی بستر تیار کروا دیں۔ آج ہی ان کی حسب پسند، ان کو ساتھ لے جا کر بنوا دیں"۔

☆ شفقت اور خدمت خلق کا کس قدر یہ دلربا خلق ہے۔ کس فکر مندی سے ضرورت مندوں اور حاجت مندوں کی ضرورت کو پورا کرنے کا خاص خیال حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رہتا۔ ایسے پاکیزہ اخلاق جو غریب پروری، خدمت خلق، حاجت مندوں کی حاجت روائی اور بنی نوع انسان سے بلا امتیاز رنگ و نسل حسن سلوک کے جو خصائل و شمائل آپ کی ذات بابرکات سے مشاہدہ میں آئے یہ ایک دو درجن نہیں سینکڑوں اس قسم کے ایمان افروز واقعات ہیں جو انتہائی جذب اور کشش کا باعث اور آپ کا گرویدہ بنانے کا موجب بنتے۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام الف مرات۔

fozman
foods
A LEADING BUYING
GROUP FOR
GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD,
ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-478 6464
0181-553 3611

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۶۵)

ٹوبرکولینم کے مختلف خواص اور استعمالات کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۳۰ جنوری ۱۹۹۵ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

(لندن: ۳۰ جنوری ۱۹۹۵ء) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں آج ہومیو پیتھی کی کلاس میں ٹوبرکولینم (TUBERCULINUM) پڑھائی اور اپنے ذاتی تجربات کے حوالے سے ہومیو پیتھی ادویہ کی اہم باتیں بیان فرمائیں۔

حضور نے فرمایا دواؤں کے سسٹم میں کوئی لینڈ مارک باندھ دیں جس سے دوا یاد آجائے ورنہ ایک سر میں درد میں ہی کئی قسم کی ادویہ استعمال ہو سکتی ہیں۔

حضور نے فرمایا یہ لینڈ مارک جانوروں نے بھی بنائے ہوتے ہیں۔ کیڑی بھی لینڈ مارک بناتی ہے۔ صحرا میں جگہ جگہ باریک باریک چھوٹے سے لینڈ مارک بناتی ہے۔ بعض جانور اپنے لعاب اور گند درختوں پر ملتے جاتے ہیں۔ ایک جانور تیس تیس میل تک اپنی بدبو کے ذریعے واپس آ جاتا ہے۔ یہ بدبو عام آدمی کے لئے ناقابل برداشت ہوتی ہے مگر وہ جانور اس کے ذریعے سے واپس آ جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا اس پہلو سے لمبی تربیت کی ضرورت ہے، شروع میں گھبرائیں نہیں۔ ایک سال محنت کریں۔ یہ آپ کے آئندہ کئی سال کی محنت بچالے گی اور ہر روز ریپرٹری دیکھنے سے نجات مل جائے گی۔

حضور نے فرمایا مثلاً آرسنک کی پہچان بےچینی ہے۔ فاسفورک ایسڈ کی علامت دماغ میں دھندلاہٹ FOGGYNESS کمزوری، ذہنی کمزوری بہت نمایاں پھر جسمانی کمزوری۔ بخار میں اگر ذہن پر کوئی پریشر ہو اور ایسی علامات ہوں تو اس کا اثر آخری سٹیج پر ہوتا ہے۔ بخار جس کی شناخت ہو جاتی ہے۔ بخار کا کوئی اور لیبل لگائیں۔ اس طریق سے اگر نہ پتہ چلے تو پتہ کریں کہ بخار کا مرکز کیا ہے۔ گردہ ہے مثانہ ہے یا کوئی اور پھر اس سے متعلقہ دوا بتائیں۔

گلے کے بخار میں گلینڈز کی خرابی۔ اگر گلینڈز سوجے ہوئے ہوں اور انفیکشن ہو تو فائٹولاکا اور کاسٹکیم، بیلاڈونا، سلفر اور بیپٹیشیا بھی ہو سکتی ہیں۔

بخار گلے کا ہو تو مریض کو درد نہیں ہوتی۔ منہ کھول کر دیکھیں۔ اگر گلا خراب ہو، درد نہ ہو تو بیپٹیشیا نمایاں دوا ہے۔ ایسی صورت میں بیپٹیشیا کے ساتھ پائیروجینم، ٹائیفائیڈینم کو مددگار کے طور پر استعمال کریں۔

بخار میں اگر مرکز جگر ہو۔ یا آنتوں اور رحم میں ہو۔ ایک لڑکے نے بخار سے پہلے کمردرد کی شکایت کی۔ ہوسکتا ہے کہ سردی لگ گئی ہو اس صورت میں اگر علامت ہو تو پٹیشیا کافی ہے۔ اگر گردے کی وجہ سے ہے تو وجہ پوچھیں۔ بچہ کھیل رہا ہو اور اچانک کمر درد ہو تو سردی لگی ہوگی۔ نم دار سردی ہو تو مرکری اور فائٹولاکا چوٹی کی دوا ہے۔

میوریٹک ایسڈ اور ایسڈ فاس کی علامات ہوں تو وقت نہیں ہوتا کہ پتہ کیا جاسکے۔ بچے سے علامات کا پتہ ویسے بھی نہیں لگ سکتا۔ بڑوں سے پتہ لگ سکتا ہے۔

فیرم فاس، کالی میور، کلکیریا فلور اور کلکیریا فلور کی بجائے بعض اوقات کلکیریا فاس ڈالنی پڑتی ہے۔ بعض دفعہ اچانک تشنج کی علامت ہوگی۔ گرمی سے آرام ہو تو میگنیشیا فاس چوٹی کی دوا ہے۔ ایسے کئی بچوں کا علاج کیا گیا والدین کہتے ہیں کہ بچہ ساری رات سوتا نہیں۔ اور سو جائے تو رو کر اٹھتا ہے۔ ہوا رک جاتی ہے تو بےچینی ہوتی ہے۔ اگر بچہ بڑا ہو تو چند گولیاں میگ فاس کی دیں۔ اگر چھوٹا بچہ ہو تو نیم گرم پانی میں ملا کر دیں۔ بچہ سو جائے گا۔ یہ سونے کی دوا نہیں۔ بلکہ تشنج SPASM کو دور کرنے کی دوا ہے۔

حضور نے ٹوبرکولینم کے ذکر کی طرف لوٹتے ہوئے فرمایا کہ ٹوبرکولینم کو LOGISTIC COVER کے طور پر استعمال کرنا سب سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ حاد بیماریوں سے زیادہ مزمن بیماریوں کے اثر کو توڑنے کے لئے اور روزمرہ کی وہ دوائیں جو ذہن میں ابھرتی ہیں ان کے اثر کو آسان بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ورنہ بسااوقات اگر جسم کے اندر گہری بیماری کا اثر پایا جاتا ہے جو نسلاً بعد نسلاً چلتی ہے تو روزمرہ کی صحیح تشخیص بھی کام نہیں کرتی یا کچھ دیر کے بعد کام کرنا بند کردیتی ہے اور بار بار اور دوائیاں ڈھونڈنی پڑتی ہیں جس کا مطلب ہے کہ کوئی چیز جسم کے اندر اٹکی ہوئی ہے اور ان اٹکی ہوئی چیزوں میں سل کے اثرات بھی بہت نمایاں ہیں اور یہ روزمرہ کی بات ہے۔ ایشیائی ممالک میں غربت کی وجہ سے یا مکانوں کے حفظان صحت کے اصولوں کے خلاف بنے ہوئے ہونے کی وجہ سے سل ہو جاتی ہے۔ چہرے زرد پھیکے، بےرنگ اور پھیپھڑوں کی تکلیفیں، کھانسی، دمہ وغیرہ عام ہوتی ہیں۔ اکثر ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ لمبے سوزاک کے اثرات دور ہو جائیں تو دمہ ٹھیک ہوگا لیکن میرے نزدیک ٹوبرکولینم بھی کم از کم برابر کا حقدار ہے اور سلی امراض دمہ کی امراض میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور بعض دفعہ ملیریا وغیرہ قسم کے بخار سلی امراض میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ غالباً اسی وجہ سے ڈاکٹر کینٹ نے مشورہ دیا ہے کہ بار بار عود کر آنے والے بخاروں میں ٹوبرکولینم کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ عام بخاروں میں یہ مفید ثابت نہیں ہوتا۔ بعض رسیلے علاقے جہاں کثرت کے ساتھ نمونیہ، سل اور ملیریا بخار پائے جاتے ہوں وہاں مچھروں کی وجہ سے ملیریا پھیلتا ہے۔ رات کو ٹھنڈ کی وجہ سے اچانک نمونیہ ہو جاتا ہے جو پھیپھڑوں کو کمزور کر دیتا ہے۔ ایسے مریض تپ دق میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایسے مریض ملیریا کے علاج کی خاطر نہیں بلکہ سلی اثرات کو مٹانے کے لئے ٹوبرکولینم کے محتاج ہوتے ہیں۔ اگر ٹوبرکولینم نہ دی جائے تو عام ملیریا کی دوائیں کام نہیں کرتیں لیکن اگر ٹوبرکولینم دیں تو بعض دفعہ وہ سل کے خلاف رد عمل دکھاتی ہے اور ملیریا خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے معاملات میں ٹوبرکولینم مفید بلکہ ضروری دوا بن جاتی ہے۔

ملیریا بخار میں عموماً سر درد ہوتا ہے جس کے ساتھ متلی بھی ہوتی ہے۔ وہ تپ دق کی علامتیں رکھنے والا مریض جس میں ملیریا نے گہرے اثر چھوڑے ہوں اس کے سر درد میں یہ دوا مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ متلی والے سر درد کے لئے اور بھی بہت سی دوائیں ہیں لیکن ٹوبرکولینم کا خیال ایسے مریض کے پس منظر میں آنا چاہیئے جو ملیریا کی کثرت والے علاقہ سے تعلق رکھتا ہو اور موسم جلد جلد بدلیں۔ دن میں گرمی، رات کو سردی میں بدل جائے۔ ایسے مریض بظاہر بالکل ٹھیک ہوتے ہیں لیکن ملیریا کی علامتیں رکھنے والا سردرد شروع ہوجائے تو ٹوبرکولینم یا اسی مزاج کی دوائیں دینے سے ملیریا باہر آ جاتا ہے۔ ملیریا کے جراثیم جگر اور تلی میں پناہ لیتے ہیں اور جگر اور تلی پھول جاتے ہیں۔ دبی ہوئی علامتوں کا علاج کیا جائے تو بخار ہو جانا کوئی تعجب انگیز بات نہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ جگر کی گہرائی تک دوا کا اثر ہوا ہے۔ یہ بہترین موقع ہے کہ ان جراثیم کو ختم کیا جائے لیکن علامتوں کے مطابق علاج ہونا چاہیئے۔

جسم میں دکھن، بخار کی کیفیت اور بیزاری بھی ٹوبرکولینم کی علامت ہے۔ بڑھے ہوئے سر کی بیماریوں میں عموماً عام دوائیں رد عمل نہیں دکھاتیں کیونکہ بعض دفعہ کوئی گہری روک ہوتی ہے تپ دق بھی ایک بنیادی وجہ ہو سکتی ہے۔ ٹوبرکولینم اونچی طاقت میں وہ رد عمل پیدا کر دیتی ہے جو عام دواؤں کو دکھانا چاہیئے لیکن وہ نہیں دکھاتیں۔

گوشت سے نفرت بھی سل کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے اور ٹوبرکولینم اس میں مشہور ہے۔ گوشت سے نفرت ایک اجنبی بات ہے۔ بعض مذاہب میں گوشت سے نفرت نفسیاتی وجوہات کی بناء پر ہوتی ہے۔ یہ نفرت انسانی مزاج کے خلاف ہے اس لئے یہاں ٹوبرکولینم استعمال کرنی چاہیئے ایک ہزار، دس ہزار یا لاکھ میں بھی دی جاسکتی ہے۔

ٹوبرکولینم میں سلفر سے مشابہہ پیٹ کی علامتیں پائی جاتی ہیں صبح کے وقت دست کا زور کبھی پیچش کبھی اسہال اور کبھی بہت قبض ہو جاتی ہے۔ یہ سب انتڑیوں کی اندرونی سطح پر پھیلی ہوئی بیماریوں کی علامات ہیں اس صورت میں ٹوبرکولینم اچھا اثر دکھانے والی دوا ہے۔

جگر اور تلی پھول کر پیٹ موٹا کر دیتی ہیں اور بچوں کا جسم سوکھنے لگتا ہے۔ اس کیفیت میں ٹوبرکولینم اونچی طاقت میں بہت مفید دوا ہے ایک ہزار میں دیں پھر سلفر سے زیادہ کلکیریا کارب مفید ہوگی کلکیریا کارب دے کر لائیکوپوڈیم دیں اور پھر سلفر۔ ٹوبرکولینم، کلکیریا کارب، لائیکوپوڈیم، سلفر اس ترتیب سے دیں۔ مناسب وقفہ ڈال کر اور علامتوں کا انتظار کرکے پھر دوسری دوا دیں تو بہت اچھا نتیجہ نکلتا ہے مثلاً کلکیریا کارب نے کام کیا ہے لیکن ایک جگہ پہنچ کر فائدہ رک جاتا ہے۔ لائیکوپوڈیم کی نمایاں علامات ظاہر ہونگیں مثلاً میٹھے کی غیر معمولی خواہش ایک علامت ہے۔ SCAPOLA یعنی کندھے کے پیچھے درد ہونا اور دائیں طرف کی علامتیں نمایاں اثر دکھانے لگتی ہیں اس وقت لازماً لائیکو پوڈیم کی ضرورت ہے پھر اس کی کچھ علامتیں لیکیسز LACHESIS کی علامتوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ ان پر صبر کرکے سلفر کی علامتیں ظاہر ہونے کا انتظار کرنا چاہیئے جب سلفر کی علامتیں ظاہر ہو جائیں مثلاً صبح کی بھوک کا مٹ جانا گیارہ بجے کے قریب بھوک لگنا، ہاتھ یا پاؤں اور سر کی چوٹی میں جلن کا احساس وغیرہ وغیرہ تو پھر کچھ دیر کے بعد کلکیریا کارب یا لائیکوپوڈیم دیں۔ صرف انہی تین دوائیوں میں محدود نہیں رہنا چاہیئے بعض دفعہ ان کے بعد LACHESIS یعنی بائیں طرف کی بیماریوں کی علامتیں بہت نمایاں طور پر ابھرتی ہیں جو سلفر میں نہیں ہوتیں۔ اگر ایسی صورت ہو تو پھر LACHESIS دیں۔ اس کو دینے کے بعد سلفر کی علامتیں پیدا ہونگیں۔ سلفر بعض دفعہ رسٹاکس یا کاسٹکیم کی علامتیں پیدا کرتی ہیں۔ علامتیں دیکھ کر راستہ تلاش کرنا سب سے زیادہ معقول طریق ہے۔

ٹوبرکولینم میں عام کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ عورتوں میں حیض کا خون بہت جلدی اور بہت زیادہ آتا ہے اور دیر تک جاری رہتا ہے۔ یہ علامتیں اور بھی بہت دواؤں میں ہیں۔ سب دواؤں کے مطالعہ کے بعد آسان علامتوں کو تلاش کرکے دوا سے باندھنا چاہیئے تا مختلف دواؤں میں تفریق ہوسکے۔

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث نے فرمایا۔

"تحریک وقف عارضی کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ وقف عارضی پر جاتے ہیں ان کو اپنے نفس کا بعض پہلوؤں سے محاسبہ کرنا پڑتا ہے۔ جانے سے قبل انہیں اپنی بعض کمزوریوں کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور دعاؤں کی طرف ان کی توجہ مائل ہو جاتی ہے یعنی وقف عارضی پر جانے کی جو تیاری ہے اس کا بڑا حصہ یہ ہے کہ وہ دعاؤں کی طرف متوجہ ہوتے اور اپنی دینی معلومات میں اضافہ کرتے یا انہیں تازہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جانے سے پہلے کتب کا زیادہ مطالعہ کرتے ہیں اور کچھ کتب اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں اور اپنی عقلوں اور کمزوریوں پر نگاہ رکھتے ہیں اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ دوسری جگہ جائیں تو لوگوں کے لئے نیک نمونہ بنیں۔ ان کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔ چنانچہ وقف عارضی کے وفود نے دعاؤں کی برکات سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔"

(روزنامہ الفضل 12۔ فروری 1977ء)

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیراز جماعت دوستوں کے نام بھی لگوایئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینیجر)

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW
FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS PHONE:
TEL: 0141-777 8568
FAX: 0141-776 7130

کھیل کے دوران سجدہ

(رپورٹ: قریشی داؤد احمد ساجد۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل گھانا)

دنیا میں بعض روایات بڑی اعلیٰ اقدار کی حامل ہوتی ہیں۔ چنانچہ کھیل کے میدان میں بھی اگر ان اعلیٰ روایات کو قائم رکھا جائے تو وہ ناظرین کی توجہ کو مرکوز کرنے کے علاوہ کھلاڑیوں کے دینی جذبہ کی بھی عکاسی کرتی ہیں۔

یہ بات تو دنیا بھر میں معروف ہے کہ غانا کی سترہ سال سے کم عمر کے کھلاڑیوں پر مشتمل فٹ بال ٹیم "بلیک سیٹلائٹ" اس وقت دنیا کی چیمپئن ہے۔ پچھلے سال اس ٹیم نے ایکوا ڈور (EQUADOR) میں ہونے والے فٹ بال کے عالمی مقابلہ میں حصہ لیا۔

دنیا بھر سے کل سولہ ممالک کی ٹیموں نے اس ٹورنامنٹ میں حصہ لیا جو اپنے اپنے براعظموں میں پہلی پوزیشنیں حاصل کرسکی تھیں۔ ان سولہ ٹیموں کے چار چار ٹیموں پر مشتمل چار گروپ بنائے گئے تھے جس گروپ میں غانا کی ٹیم تھی اس میں یو۔ایس۔اے، جاپان اور ایکوا ڈور کی ٹیمیں شامل تھیں۔ گھانا کی ٹیم نے ابتدائی مقابلوں میں سب کو شکست دی اور اپنے گروپ میں اول پوزیشن حاصل کی۔ اس کے بعد کوارٹر فائنل میں اس نے پرتگال وغیرہ کو ہرایا اور سیمی فائنل میں اس کا مقابلہ اومان (OMAN) سے ہوا جس میں گھانا کی ٹیم نے اومان کی ٹیم کو بھی شکست دی۔ اس ٹیم کا فائنل مقابلہ دنیا کی مشہور اور سخت ٹیم برازیل سے تھا چنانچہ گھانا کی ٹیم نے بڑی اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے برازیل کی ٹیم کو ہرا کر اپنے آپ کو دنیا کا چیمپئن ثابت کردیا۔

دنیا میں اس قسم کے مقابلوں میں ہارجیت تو ایک فطرتی امر ہے لیکن جو چیز ہمارے قارئین کے لئے دلچسپی کا موجب ہوگی وہ یہ ہے کہ اس ٹیم میں چھ کے قریب مسلمان کھلاڑی شامل تھے جن میں سے ایک کھلاڑی جس کا نام بابا سلیمان ہے وہ تعلیم الاسلام احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی کا فارغ التحصیل ہے۔

اس ٹورنامنٹ میں گھانا کی ٹیم کے لئے زیادہ تر گول بھی مسلمان کھلاڑیوں نے ہی کئے۔ نیز کھلاڑیوں نے ٹورنامنٹ کے شروع سے لے کر آخر تک یہ روایت قائم رکھی کہ جب بھی وہ مخالف ٹیم کے خلاف گول کرتے پہلے تمام مسلمان کھلاڑی لائن بنا کر گراؤنڈ کی ایک طرف سجدہ میں گر جاتے اور ان کی تقلید میں بعض عیسائی کھلاڑی بھی سجدہ ریز ہو جاتے۔ فٹ بال کے میدان میں بین الاقوامی سطح پر شاید یہ پہلا موقع تھا کہ کسی ٹیم کے کھلاڑی گول بنانے کے بعد سجدہ شکر ادا کرتے۔

یہ صورتحال بڑی دلربا اور روح پرور منظر پیش کرتی تھی جو لوگ قادیان اور ربوہ میں احمدیہ سکولوں کی ٹیموں کی روایات سے واقف ہیں یا اپنے مطالعہ کی وجہ سے ان سے واقف ہیں، وہ جانتے ہوں گے کہ میچ میں مخالف ٹیم کے خلاف گول کرنے کے بعد سجدہ ریز ہونے کا رواج قادیان اور ربوہ میں عام تھا۔

یہ بات بھی قارئین کی دلچسپی کا موجب ہوگی کہ جس وقت جماعت احمدیہ گھانا نے اپنے تعلیم الاسلام سیکنڈری سکول کماسی میں سب سے پہلی باقاعدہ ٹیم بنائی تو اس وقت گھانا میں بہت سارے مسلمانوں کا یہ عقیدہ تھا کہ فٹ بال کھیلنا غیراسلامی ہے اور یہ ایک بدعت ہے جسکی وجہ وہ یہ بیان کرتے تھے کہ فٹ بال دراصل حضرت یحیٰؑ کا سر ہے اور یہود چونکہ حضرت یحیٰؑ کا سر کاٹنے کے بعد اس کو اپنے پاؤں سے ٹھوکریں مارتے تھے جس سے فٹ بال متعارف ہوا اس لئے فٹ بال کھیلنا گویا حضرت یحیٰؑ کی ہتک اور آپ کے سر کی بےحرمتی کے مترادف ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی ایک غرض دنیا میں ذہنی انقلاب لانا بھی تھی اس لئے جماعت احمدیہ نے اس میدان میں بھی لوگوں کی راہنمائی کی۔

جماعت احمدیہ نے گھانا میں ۱۹۵۰ء میں جب کماسی میں احمدیہ سیکنڈری سکول قائم کیا تو اس کی فٹ بال ٹیم کا نام REAL AMASS رکھا گیا جو ایک وقت میں نیشنل چیمپئن بھی رہی۔

اسی طرح جماعت احمدیہ نے اپنی علیحدہ ٹیم تیار کی جس کا نام احمدیہ سوکر سٹارز AHMADIYYA SOCCER STARS تھا۔ ان ہر دو ٹیموں کا شروع سے ہی یہ طریق ہے کہ مخالف ٹیم کے خلاف گول کرنے کے بعد تمام کھلاڑی سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

احمدیہ سوکر سٹارز کا ایک کھلاڑی MR. ADUM جو کہ احمدیہ سوکر سٹارز کا گول کیپر تھا، بعد میں نیشنل ٹیم کا گول کیپر بنا اور ایک وقت میں اس کی اعلیٰ کارکردگی کی بنا پر تیونس میں میچ کے اختتام پر مخالف ٹیم کے کھلاڑیوں نے اسے اپنے کندھوں پر اٹھا کر خراج تحسین پیش کیا۔

جماعت احمدیہ کی قائم کردہ ٹیم احمدیہ سوکر سٹارز کا ایک احمدی کھلاڑی ملک جابر ایک وقت میں گھانا کی نیشنل ٹیم بلیک سٹارز کا کپتان رہا۔ اس کے بعد وہ گھانا میں کئی اہم کلبوں کی ٹیموں کے لئے کوچنگ کرتا رہا بلکہ کئی دوسرے ممالک کی ٹیموں کے لئے بھی کوچنگ کرتا رہا اور آجکل وہ گھانا کی نیشنل ٹیم بلیک سٹارز کا کوچ بن گیا ہے۔

قادیان اور ربوہ میں ٹیموں کی اس اعلیٰ روایت کی روشنی میں گھانا میں بھی تعلیم الاسلام احمدیہ سیکنڈری سکول کی ٹیم اور جماعت احمدیہ کی ٹیم احمدیہ سوکر سٹارز کو بھی اس اعلیٰ روایت سے متعارف کروایا گیا چنانچہ جب بھی یہ ٹیمیں اپنے مدمقابل کے خلاف گول کرتی ہیں تو تمام کھلاڑی سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

گھانا کی سترہ سال سے کم عمر کے کھلاڑیوں کی ٹیم کے اس نوجوان کھلاڑی بابا سلیمان نے یہ روایت احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی سے سیکھی اور ٹیم کے دیگر کھلاڑیوں کو بھی اس اعلیٰ روایت سے متعارف کروایا جس کی پیروی کرتے ہوئے باقی عیسائی کھلاڑی بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ سجدہ ریز ہوجاتے۔

گھانا کی فٹ بال ٹیم "بلیک سیٹلائٹ" کی اعلیٰ کارکردگی کے علاوہ ہر گول کے بعد کھلاڑیوں کے سجدہ ریز ہونے سے مسلمانوں کے دلوں میں ایک نیا جذبہ اور ولولہ پیدا ہونا تو فطری امر تھا جس سے ہر مسلمان بڑی خوشی محسوس کرتا تھا لیکن بعض عیسائیوں نے گھانا کے اخبارات میں شائع کروایا کہ کھیل کے میدان میں "بلیک سیٹلائٹ" کے کھلاڑیوں کا سجدہ میں گر جانا مناسب نہ تھا۔ انہوں نے یہ اعتراض کیا کہ یہ کھلاڑی کیوں اسلامی طریق پر سجدہ ریز ہوتے تھے حالانکہ یہ کوئی اسلامی ٹیم نہیں ہے۔

اس پر بعض عیسائیوں نے ہی اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اس کا جواب شائع کروایا کہ دنیا میں عموماً دیکھا جاتا ہے کہ کھلاڑی مخالف ٹیم کے خلاف گول کرنے کے بعد مختلف قسم کی عجیب و غریب حرکات کرتے ہیں اور تعلیاں کرتے ہیں جس پر کبھی کسی نے اعتراض نہیں کیا، چنانچہ یہ بات سمجھ سے بالا تر ہے کہ اگر کھلاڑی مخالف ٹیم کے خلاف گول کرنے کے بعد فضول حرکات کرنے کی بجائے اپنے خالق و مالک کے حضور سجدہ شکر بجا لاتے ہیں تو اس سے بعض عیسائیوں کو کیا تکلیف ہوتی ہے۔

گویا ایک اعلیٰ روایت جو قادیان دارالمسیح سے شروع ہوئی پھر وہاں سے ربوہ پہنچی اور اب گھانا میں قومی سطح پر متعارف ہوئی ہے، انشاء اللہ ایک وقت میں اس کی شہرت پوری دنیا میں ہوگی۔

منظر جمال

(یہ نظم ایک خواب کے نتیجہ میں موزوں ہوئی جبکہ میری بیٹی کو حضور کے قرب کی سعادت خاص نصیب ہوئی تو میرے خاوند سید زین العابدین صاحب نے چند روز پہلے ایک خواب دیکھا جو انہوں نے مجھے سنایا اور میں نے اسے لبِ شعر دیا۔ اور آج مجھے یہ پیغام ملا کہ میرا داماد نعیم احمد کلی، میری بیٹی فائزہ اور اپنے بیٹے شہزاد کو لے کر لندن چلا گیا ہے۔ سجدہ شکرانہ کے بعد یہ نظم موزوں ہوئی جس کا ایک ایک شعر میرے جذبہ خلوص کا آئینہ دار ہے۔ اسی رعایت سے کہ حضور کو خواب میں دیکھا اس نظم کا نام خود بخود "منظر جمال" موزوں ہوگیا۔)

یہ عکس خواب تھا یا پرتو حقیقت تھا
صدائے غیب کا آوازہ مشیت تھا
بہت دنوں سے دعا یہ لب طلب پر تھی
نگاہ میری اسی ساعت طرب پر تھی

نصیب قرب خلافت ہو میری بیٹی کو
عطا یہ رتبہ و عزت ہو میری بیٹی کو
وفور شوق مجھے بارہا رلاتا تھا
مری دعاؤں کا لہجہ مجھے بتاتا تھا

کہ نخل آرزو اب بارور ہوا کہ ہوا
چمن امید کا اب باثمر ہوا کہ ہوا
کہ ایک رات یہی آرزو لئے دل میں
یقیں قبول دعا کئے ہوئے دل میں

مرا خیال مجھے شہر خواب میں لایا
عجب حسیں تھا وہ منظر جو سامنے آیا
کہ بزم ناز میں تشریف آپ رکھتے تھے
تمام لوگ بصد احترام بیٹھے تھے

اچانک آپ کی آواز پرجلال آئی
وہی کلام، وہی لہجہ مسیحائی
کہ اٹھو جاؤ بلا لاؤ کوئی نوریں کو
عجیب بات ہے پہنچی نہیں ابھی تک وہ

یہ بات کہہ کے توقف کیا ذرا سا پھر
کہا پھر آپ نے اصرار سے یہ بار دگر
بلا رہا ہوں اسے آئی کیوں نہیں نوریں
مجھے یقیں ہے کہ ہوگی یہیں کہیں نوریں

حضور اٹھے بعجلت صدائیں دیتے ہوئے
اسی کا لہجہ الفت میں نام لیتے ہوئے
کھلی جب آنکھ تو ہونٹوں پہ تھے یہی کلمات
کہ ملنے والی ہیں اس نور پاک کی برکات

بنایا فائزہ کو جس نے فائزہ نوریں
لب حضور نے خود بارہا کہا نوریں
وہ فیضیاب ضرور ان کے نور سے ہوگی
کہ نسبت اس کی بھی شہر حضور سے ہوگی

دعا قبول ہوئی آج یہ پیام آیا
کہ جس کو سن کے مری ہستی فرومایہ
ادائے سجدہ شکرانہ کر رہی ہے آج
حیات لہجہ نو میں سنور رہی ہے آج

کھڑی ہے صحن میں سرما کی شام تنہائی
سجائے بیٹھی ہوں جلووں کے چاند آنکھوں میں
میں آج اپنی شب غم اجالنے کے لئے
سجائے بیٹھی ہوں چہروں کے چاند آنکھوں میں

محیط کر نہ سکے گی مجھے کوئی ظلمت
میں کیف و نور کے اس منظر جمال میں ہوں
مقام شوق نہیں ماورا کوئی اس کے
رہ طلب کی میں اس منزل کمال میں ہوں

(سیدہ طیبہ زین العابدین۔ لاہور)

۱۹۹۵ء میں

پاکستان میں احمدی مسلمانوں کے خلاف قائم ہونے والے

توہین رسالت کے مقدمات

(رشید احمد چوہدری۔ پریس سیکرٹری)

جماعت احمدیہ پر مولویوں کی طرف سے آج تک جتنے بھی الزامات عائد کئے گئے ہیں ان میں سب سے زیادہ جھوٹا اور گھناؤنا الزام یہ ہے کہ جماعت احمدیہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کرتی ہے نعوذ باللہ۔ اکثر یہ نام نہاد علماء اور خصوصی طور پر مجلس ختم نبوت کے ملاں جماعت احمدیہ کے خلاف یہ جھوٹا پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور انہیں طرح طرح کے جھوٹے مقدمات میں پھنساتے ہیں چونکہ اس معاملہ میں انکی ہر طرح سے یہ کوشش ہوتی ہے کہ احمدیوں کو مقدمات میں الجھاکر پریشان کیا جائے اس لئے ان کے بیانات میں اکثر حد درجہ تضاد دکھائی دیتا ہے۔ مثلاً ایک طرف تو وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ کسی احمدی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نامناسب الفاظ استعمال کئے اور دوسری طرف یہ کہہ کر کہ احمدی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ خطوط میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم لکھتے ہیں۔ کلمہ طیبہ کا بورڈ آویزاں کرتے ہیں۔ قرآن مجید کا ترجمہ کرتے ہیں یا پھر اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں ان پر توہین رسالت کے مقدمات درج کرنے کے مطالبات کرتے ہیں۔

احمدی مسلمانوں کے خلاف اس طرح کارروائی کرکے یہ ملاں حضرات سمجھتے ہیں کہ وہ اسلام کی عظیم خدمت بجا لا رہے ہیں اور اپنی اس عظیم خدمت کو عظیم تر بنانے کے لئے وہ عدالتوں سے باہر ہلڑبازی اور نعرہ بازی کرتے ہیں تاکہ گرفتار شدہ احمدی مسلمانوں کی ضمانتیں نہ ہوسکیں۔ چنانچہ ایک ایسے ہی کیس میں جو میانوالی کیس کے نام سے مشہور ہے ایک احمدی گھرانہ کے چار افراد کو نومبر ۱۹۹۳ء میں گرفتار کیا گیا مگر آج دو سال تین ماہ گذرنے کے بعد بھی ان کی ضمانتیں نہیں ہوسکیں۔

اس معاملہ میں نہ صرف عدالتیں ان ہلڑباز ملاؤں سے مرعوب ہوتی ہیں اور احمدی مسلمانوں کی طرف سے پیش کردہ ضمانتوں کی درخواستیں مسترد کردیتی ہیں بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب ایک عدالت کے سامنے ایک مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۸۔سی سماعت کے لئے آیا تو عدالت نے از خود یا حکومت کے ایماء پر اس میں دفعہ ۲۹۵۔سی کا اضافہ کردیا اور اس طرح ایک عام مقدمہ کو توہین رسالت کے مقدمہ میں تبدیل کردیا تاکہ مقدمہ میں ملوث احمدیوں کو سزائے موت دی جاسکے۔

پھر اس پر ستم یہ ہوتا ہے کہ جب کبھی کسی بیرونی ادارے یا حکومت نے پاکستان کی حکومت سے وضاحت طلب کی کہ اپنے ہی ملک میں شہریوں پر ظلم و ستم کیوں روا رکھا جارہا ہے اور انسانی حقوق کو پامال کیا جارہا ہے تو حکومت کی طرف سے یہ جواب ہوتا ہے کہ وہ انسانی حقوق کی بحالی کے لئے بہت کوشش کر رہی ہے اور یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ پہلے کی نسبت حکومت کا ریکارڈ انسانی حقوق کے بارہ میں بہتر ہوگیا ہے۔ اس طرح گویا دنیا کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے ممبران پر توہین رسالت کے مقدمات بدستور قائم کئے جارہے ہیں۔

ذیل میں ہم ۱۹۹۵ء میں احمدی مسلمانوں پر ہونے والے توہین رسالت کے مقدمات کی تفصیل قارئین کے علم اور ریکارڈ کے لئے دے رہے ہیں۔

_★ ★ ★ ★_

مقدمہ نمبر ۴۵۲

تھانہ سٹی حافظ آباد (ضلع حافظ آباد)

تاریخ اندراج مقدمہ : ۹ اکتوبر ۱۹۹۵ء

نام و سکونت اطلاع دہندہ و مستغیث:

بذریعہ درخواست۔ عصمت اللہ ناز ولد کامل دین قوم مغل محلہ تاج پورہ حافظ آباد۔

مہر عبدالحمید ولد مہر محمد اسلم محلہ تاج پورہ حافظ آباد۔

جرم : دفعہ ۲۹۵۔سی ت۔پ۔

یہ مقدمہ ۹ اکتوبر ۹۵ء کو ایک احمدی مسلمان ناصر احمد ولد عبدالحمید قوم شیخ سکنہ محلہ تاج پورہ حافظ آباد کے خلاف تھانہ سٹی حافظ آباد میں زیر دفعہ ۲۹۵۔سی تعزیرات پاکستان درج کیا گیا۔ مقدمہ کی ایف۔آئی۔آر کے مطابق دو اشخاص ساکنان محلہ تاج پورہ مسمی عصمت اللہ ناز اور مہر عبدالحمید نے پولیس کے روبرو ایک درخواست دی جس میں لکھا کہ انہوں نے عرصہ ڈیڑھ سال پہلے ناصر احمد سے دوستی ڈالی تھی مگر کچھ عرصہ بعد ہی احمدی مذکور نے انہیں تبلیغ کرنی شروع کردی۔ ہمیں ربوہ لے جایا گیا اور رات وہاں ٹھہرایا گیا کئی راہنماؤں سے ملاقات کرائی گئی۔ واپسی کے بعد بھی ہمیں احمدی بنانے کی کوشش کی گئی۔ ملازمت کاروبار اور شادی کا لالچ دیا گیا مگر جب ہمیں یہ بتایا گیا کہ امام مہدی مرزا غلام احمد آچکا ہے اس لئے احمدی جماعت میں شامل ہو جاؤ تو ہم نے ناصر احمد سے دوستی سے توبہ کرلی اور ہم نے تحریک ختم نبوت کے صدر مولوی عبدالوہاب سے رابطہ کیا۔

بذریعہ درخواست ہذا ہم درخواست کرتے ہیں کہ ناصر احمد پر مقدمہ درج کرکے قانونی کارروائی کی جائے۔

_★ ★ ★ ★_

مقدمہ نمبر ۶۴/۹۵

تھانہ فیض گنج ضلع خیرپور سندھ۔

تاریخ اندراج مقدمہ : ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۵ء

نام و سکونت اطلاع دہندہ و مستغیث :

عظیم الدین ولد محمد ابراہیم گوٹھ نانگرشر فیض گنج۔

جرم : دفعہ ۲۹۸۔سی ۔ ۲۹۵۔سی ت۔پ۔

یہ مقدمہ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۹۵ء کو پولیس سٹیشن فیض گنج خیرپور سندھ میں مکرم عبداللطیف صاحب، ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب، مختار احمد صاحب، نیاز احمد صاحب اور اعجاز احمد صاحب ساکنان گوٹھ شاہ محمد کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۵۔سی اور ۲۹۸۔سی تعزیرات پاکستان درج کیا گیا۔ ایف آئی آر میں درج شدہ تفصیلات کے مطابق خطیب جامع مسجد مدینہ فیض گنج نے اپنی درخواست میں لکھا کہ مورخہ ۵ اکتوبر ۹۵ء کو شام کے وقت وہ اور ان کے ساتھ احمد خاں اور حافظ خان محمد اپنے جگری دوست زاہد شر سے ملنے گوٹھ محمد یوسف شر گئے۔ زاہد شر نے انہیں بتایا کہ گوٹھ شاہ محمد میں ایک قادیانی عبداللطیف نے جلسہ کا اہتمام کیا ہوا ہے۔ اس بات کی تصدیق کرنے کے لئے ہم علیحدہ علیحدہ دو موٹر سائیکلوں پر گوٹھ شاہ محمد کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں ساڑھے پانچ بجے شام پہنچے اور دیکھا کہ ایک شامیانہ لگا ہوا ہے جس کے جنوبی جانب کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کا بینر لگا ہوا ہے۔ اس طرح کلمہ طیبہ کا بینر نصب کرکے احمدیوں نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق عبداللطیف کے علاوہ وہاں ڈاکٹر محمد اسمٰعیل، مختار احمد، نیاز احمد اور اعجاز احمد بھی موجود تھے لہٰذا گزارش ہے کہ ان سب پر توہین رسالت کے مقدمات درج کرکے مناسب قانونی کارروائی کی جائے۔

_★ ★ ★ ★_

مقدمہ نمبر ۸۰/۹۵

تھانہ وارہ (ضلع لاڑکانہ)

تاریخ اندراج مقدمہ : ۱۲ نومبر ۱۹۹۵ء

نام و سکونت اطلاع دہندہ و مستغیث :

مولوی محمد صدیق ولد محمد عمر ساکن شہر وارہ۔ پیش امام مکی مسجد وارہ۔

جرم : دفعہ ۲۹۵۔اے ۔ ۲۹۸۔سی ۔ ۲۹۵۔سی ت۔پ۔

یہ مقدمہ دو احمدی مسلمانوں مکرم ظہور حسین ولد انور حسین ذات ابڑو ساکن انور آباد اور مکرم نور حسین ولد محمد انور ذات ابڑو ساکن انور آباد کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۵۔اے ، ۲۹۵۔سی ، ۲۹۸۔سی تعزیرات پاکستان تھانہ وارہ ضلع لاڑکانہ میں مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۹۵ء کو درج کیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق مکی مسجد وارہ کے خطیب اور امام مولوی محمد صدیق نے ایس۔ایس۔پی لاڑکانہ کی خدمت میں درخواست دی اور لکھا کہ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۹۵ء کو جب وہ صبح کے وقت مسجد میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا تین آدمی نور حسین، حاجی محمد اور محمد اسمٰعیل وہاں آئے اور بتایا کہ مذکورہ بالا احمدی ایک موٹر سائیکل پر سوار ہو کر بازار میں آئے ہیں اور موٹر سائیکل پر **الیس اللہ بکاف عبدہ** کا سٹکر لگا ہوا ہے۔ یہ دونوں اشخاص قادیانی ہیں اور کافر ہیں اس لئے انکو قرآن پاک کی آیات لکھنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ یہ قرآن پاک کی بےحرمتی ہے۔ میں دوستوں کی اطلاع پر باہر چوک میں آیا اور دیکھا کہ یہ دونوں قادیانی موٹر سائیکل پر سوار ہیں اور شہر وارہ کے مسلمان کافی تعداد میں انہیں گھیرے ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا یہ موٹر سائیکل ان کی ہے انہوں نے کہا کہ ہماری ہے۔ میں نے ان کو کہا کہ تم قادیانی ہو اور کافر ہو تمہیں قرآن کی آیت لکھنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ پاکستانی قانون کے مطابق کسی قادیانی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے یا مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کرے۔ اگر کوئی قادیانی مسلمانوں کے احساسات کو مجروح کرے گا یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے گا یا شعائر اسلام کو استعمال کرے گا یا قرآن مجید کی کسی بھی آیت کو استعمال کرے گا تو وہ پاکستان کے آئین کے تحت مجرم ہے۔ اس طرح آپ نے قرآنی آیت لکھ کر جرم کیا ہے اور تمہارے اس عمل سے ہم مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ اس پر دونوں نے کہا کہ ہم احمدی ہیں مسلمان ہیں ہم نے یہ آیت لکھی ہے اور لکھتے رہیں گے آپ نے جو کرنا ہے کرلیں۔

اس کے بعد میں اپنے دوستوں کو وہاں بٹھاکر اب وارہ تھانہ میں اطلاع کرنے آیا ہوں۔ آپ انکو گرفتار کریں اور موٹر سائیکل کو جس پر قرآنی آیت تحریر ہے اپنی تحویل میں لے لیں۔ مذکورہ بالا دونوں احمدی جرم دفعہ ۲۹۵۔اے ۔ ۲۹۸۔سی ۔ ۲۹۵۔سی تعزیرات پاکستان کے مرتکب ہوئے ہیں۔

اس درخواست پر ایس۔ایس۔پی صاحب لاڑکانہ نے بذریعہ چٹھی نمبر ۳۵۳۴ بتاریخ ۱۴ نومبر ۹۵ء پولیس کو مقدمہ درج کرنے کا حکم دیا تھا۔

_★ ★ ★ ★_

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

AL-HALAL
Flames Grill
Eat In & Take Away
FREE DELIVERY
within 2-mile Radius
Deliveries until 11.00pm only
Minimum Order £7.00
KEBABS RICE DISHES SOUTHERN FRIED
TANDOORI BURGERS CURRIES
0181-870 9077
165 Merton Road, Southfirlds
London SW18

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC
CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 01274 724331 / 488 446
FAX: 01274-730 121

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

حضرت عزیزالرحمن منگلا صاحب دسمبر ۲۲ء میں چک منگلا ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ مڈل کے بعد اپنے پیر منورالدین صاحب کے مدرسہ میں دینی تعلیم حاصل کی۔ حافظہ ایسا تھا کہ سوا تین ماہ میں قرآن کریم حفظ کرلیا۔ پیر صاحب کے معاون خاص اور خلیفہ بن گئے۔ ماہنامہ "انصاراللہ" دسمبر ۹۵ء میں شائع ہونے والی قبول حق کی داستان میں انکا بیان ہے کہ "پیر صاحب نے مولویوں کا اشتہار پڑھ کر ایک جلسہ میں حضرت مسیح موعودؑ پر آنحضورؐ کی ہتک کا الزام لگایا تو وہاں موجود ایک احمدی نے اسے لغو ثابت کردیا تو پیر صاحب نے یہ عہد کیا کہ آئندہ مولویوں کے اشتہارات کا اعتبار نہ کریں گے اور حضرت اقدسؑ کے خلاف کبھی نہ بولیں گے۔ کچھ عرصہ بعد پیر صاحب کا لاہور جانا ہوا تو وہ احمدیہ بلڈنگز جاکر مولوی محمد علی صاحب سے ملے اور ڈاکٹر یعقوب صاحب سے تحفۃً کئی کتب لائے جو لائبریری کے منتظم ہونے کی وجہ سے میرے پاس آئیں اور میں ہی یہ کتب انہیں سنایا کرتا تھا۔ ان کتب کے مطالعہ نے ہمارے دلوں میں حضرت اقدسؑ اور احمدیہ عقائد کے لئے محبت پیدا کردی۔ دوسرے علماء کو علم ہوا تو وہ ہمیں نصیحت کرنے کے لئے چک منگلا آتے لیکن دلائل میں لاجواب ہوکر بھاگ جاتے۔ اسی دوران سلانوالی جانے کا اتفاق ہوا جہاں ہمیں مرزائی مشہور کرکے مناظرہ کی طرح ڈال دی گئی۔ مناظرہ میں احمدی نہ ہونے کے باوجود ہم نے وفات مسیحؑ اور حضرت اقدسؑ کی صداقت پر دلائل دیئے۔ قیام ربوہ کے بعد مزید کتب کے مطالعہ کا موقع ملا جس نے خلافت اور مصلح موعود کے مسئلہ میں حق واضح کردیا۔ لیکن اب پیر صاحب کے ساتھ میرا اختلاف شروع ہوگیا۔ انکا خیال تھا کہ خلافت اور بیعت کی ضرورت نہیں۔ کچھ عرصہ بعد لاہور جاکر میں حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انکا گرویدہ ہوکر واپس آیا۔ ۵۰ء میں حج پر گیا اور خوب دعا کی کہ احمدی ہونا اگر رضا الٰہی کا موجب ہے تو ضرور ہوجاؤں۔ واپس آکر پیر صاحب سے لاحاصل بحث ہوتی رہی اور آخر کار ۵۴ء کے جلسہ سالانہ پر حضرت مصلح موعودؓ کی دستی بیعت کی سعادت حاصل کی اور پھر پیر صاحب کے اکثر مرید بھی میرے ذریعہ سے جماعت میں شامل ہوگئے"۔

★ ★ ★

آٹھ سالہ حضرت زیدؓ بن حارثہ اپنی والدہ کے ساتھ سفر پر تھے جب بنوقین کے ڈاکوؤں نے آپکو پکڑ کر حجاز کی مشہور منڈی میں حکیم بن حزام کے ہاتھ ۴۰۰ درہم میں بیچ ڈالا جنہوں نے انہیں اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کی خدمت میں پیش کردیا اور انہوں نے شادی کے بعد انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ ورثاء کو علم ہوا تو انکے والد اور چچا لینے آئے لیکن انہوں نے گھر جانے کی بجائے آنحضرتؐ کی غلامی کو ترجیح دی۔ اسکے بعد آنحضورؐ نے آپکو بیٹا بنا لیا اور آپؓ زید بن محمدؐ کہلانے لگے۔ آپکی پہلی شادی برکت نامی خاتون سے ہوئی جن سے اسامہؓ پیدا ہوئے۔ ان کو طلاق دینے کے بعد آپکی شادی آنحضرتؐ کی پھوپھی زاد حضرت زینبؓ سے ہوئی اور ان کو طلاق دینے کے بعد ام کلثوم بنت عقبہ سے نکاح ہوا۔ آپؓ بہت اچھے تیرانداز تھے، ۷ غزوات میں شامل ہوئے۔ کئی سرایا میں آنحضرتؐ نے انہیں امیر مقرر فرمایا۔ بنو حزام اور بنو فزارۃ کی سرکوبی بھی آپکے ہاتھوں ہوئی۔ ۸ھ میں آپکی قیادت میں ۳۰۰۰ مسلمانوں کا لشکر والئ بصرہ کے خلاف بھجوایا گیا جس کا مقابلہ ایک لاکھ کے لشکر سے ہوا۔ حضرت زیدؓ اس جنگ میں شہید ہوئے اور آپکی شہادت کی خبر بذریعہ وحی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی۔ آنحضورؐ نے صحابہؓ کو یہ خبر سنائی تو آپکی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اسامہؓ یتیم رہ گئے تو آنحضورؐ کو آپ اپنی اولاد کی طرح عزیز تھے۔ آپؐ ایک ران پر حضرت اسامہؓ اور دوسری پر حضرت حسنؓ کو بٹھاتے اور دعا کرتے کہ خدایا میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی انہیں محبوب رکھیو۔ ایک دن اسامہؓ کا ناک بہہ رہا تھا، آپؐ صاف کرنے کو آگے بڑھے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ میں کرتی ہوں"، آپؐ نے فرمایا "رہنے دو میں کرتا ہوں۔ اے عائشہ تم اس سے محبت کرنا کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں"۔ حضرت عمرؓ نے صحابہؓ کے وظائف مقرر فرمائے تو حضرت اسامہؓ کا وظیفہ اپنے بیٹے سے زیادہ مقرر کیا اور بیٹے کے استفسار پر فرمایا کہ زیدؓ مجھ سے زیادہ اور اسامہؓ تجھ سے زیادہ آنحضورؐ کو محبوب تھے پس میں نے اپنی محبت پر آنحضرتؐ کی محبت کو ترجیح دی ہے۔ آنحضورؐ نے اپنی زندگی کے آخری لشکر کی قیادت حضرت اسامہؓ کے سپرد کی۔ محترم مولانا غلام باری صاحب سیف کے قلم سے یہ مضمون "الفضل" ربوہ ۷ جنوری کی زینت ہے۔

★ ★ ★

محترم غلام باری سیف صاحب کا حضرت ابوھریرہؓ کے متعلق مضمون "الفضل" ربوہ ۸ جنوری میں شائع ہوا ہے۔ آنحضرتؐ نے انکا نام عبدالرحمنؓ رکھا۔ دوس قبیلہ سے تعلق تھا۔ ۷ھ میں ایمان لانے کے بعد کچھ عرصہ تک اپنے قبیلہ کو دعوت اسلام دی اور انکے انکار پر مدینہ آگئے اور پھر ایک لحہ کی جدائی بھی آنحضورؐ سے گوارا نہ کی۔ فاقہ کشی کی لیکن یہ در نہ چھوڑا۔ ایک روز آنحضورؐ سے حافظہ کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا ابوہریرہ اپنی چادر بچھاؤ۔ آنحضورؐ نے دعا کی اور فرمایا "اب اوڑھ لو"۔ آپؓ کہتے ہیں اسکے بعد کبھی کوئی حدیث نہیں بھولی۔ آپؓ سے ۵۳۷۴ احادیث مروی ہیں۔

★ ★ ★

روزنامہ "الفضل" ۱۰ جنوری کی ایک خبر کے مطابق محترم چوہدری عبدالمالک صاحب مربی سلسلہ ۹ جنوری کو ۷۱ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ نے پاکستان میں مختلف مقامات پر اور انڈونیشیا میں بھی ۷ سال تک خدمات سرانجام دیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں آپکی تدفین ہوئی۔

★ ★ ★

۱۹۵۳ء کے دور ابتلاء میں جب لاہور سے شائع ہونے والے روزنامہ "الفضل" کو بند کردیا گیا تو الفضل کے مستعد عملہ نے خدام الاحمدیہ کراچی کے ترجمان پندرہ روزہ "المصلح" کے ذریعہ نظام اور افراد کا رابطہ بحال رکھا۔ "المصلح" کے عملہ ادارت جس میں محترم فیض چنگوی صاحب اور محترم تاثیر احمدی شامل تھے کی جگہ محترم روشن دین تنویر صاحب، محترم مسعود احمد خان دھلوی صاحب، محترم شیخ خورشید احمد صاحب اور محترم محمد احمد صاحب پانی پتی مرحوم نے لے لی۔ اس دور کے چند مختصر واقعات محترم بشیرالدین سامی صاحب کے قلم سے "الفضل کے درویش" کے زیر عنوان روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۳ جنوری ۹۶ء میں شائع ہوئے ہیں۔

★★ اسی شمارہ کے اداریہ کی زینت حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے درج ذیل اقتباس کے ساتھ آج کا کالم ختم کرتے ہیں: "حسن خاتمہ کے لئے ہر ایک کو دعا کرنی چاہیئے۔ عمر کا اعتبار نہیں۔ ہر شے پر اپنے دین کو مقدم رکھو۔ زمانہ ایسا آگیا ہے کہ پہلے تو خیالی طور پر اندازہ عمر کا لگایا جاتا تھا مگر اب تو یہ بھی مشکل ہے۔ دانشمند کو چاہیئے کہ ضرور موت کا انتظام کرے۔"

★ ★ ★

جستہ جستہ

مکرم چوہدری آفتاب احمد صاحب (لندن) نے تحدیث نعمت کے طور پر اپنے بعض واقعات ہمیں بھجوائے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:-

☆ "میں نے آرمی میں جنگ عظیم دوم میں کام کیا ہے۔ اس اثناء میں میرا یہ دستور تھا کہ تنخواہ ملتے ہی اپنے علاقہ کے محصل کے پاس اور اپنی آمدنی کو ۱۶/۱ پر تقسیم کر کے جو بھی چندہ بنتا اس چندہ سے ایک چونی زیادہ ادا کرتا۔ کیونکہ باقی چندہ تو فرض تھا یہ چونی ہی تھی جو کہ میں خدا تعالیٰ کی جناب میں نفل سمجھ کر ادا کرتا تھا۔ پھر تنخواہ بڑھ جاتی پھر میں ۱۶/۱ پر تقسیم کر کے چونی زیادہ نفل سمجھ کر ادا کرتا رہا۔ یہ دستور سالہا سال تک چلتا رہا۔ پھر میں اس کا عادی ہوگیا۔ اور یہ عمل اب تک جاری ہے۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی ہوں۔ اب ۵۰ پنس کا عادی ہوں۔ اس عادت کی وجہ سے مجھ پر اللہ تعالیٰ کے جو بے انتہا فضل نازل ہوئے ہیں وہ میں شمار کرنے سے قاصر ہوں"۔

— ○ ○ —

☆ "میری شادی ۲۰ سال کی عمر میں ہوگئی تھی۔ اس وقت میں آرمی میں تھا۔ میں مدراس سے اکیس (۲۱) دن کی چھٹی پر قادیان اپنے گھر آیا ہوا تھا۔ گرمیوں کے دن تھے۔ میں کھانا کھا کر صحن میں کھلی ہوا میں لیٹ گیا۔ لیٹتے ہی نیند نے آلیا۔ میری بیوی سعیدہ بیگم (مرحومہ) کام کاج سے فارغ ہو کر آئی۔ اس نے مجھے جگایا کہ نماز عشاء پڑھ لیں۔ جوانی کی گہری نیند نے غصہ دلایا کہ جاؤ میں نے نماز نہیں پڑھنی۔ مجھے میرے حال پہ چھوڑ دو۔ اس کے بعد اس خدا کی بندی نے مجھے کچھ نہ کہا۔ میری چارپائی کے قریب ہی خود نماز پڑھنی شروع کر دی۔ اچانک اس کے نماز میں رونے کی آواز کانوں میں آئی۔ شاید میرے لئے نمازی ہونے کی دعا کر رہی تھی۔ میں خوف زدہ ہو کر اٹھ بیٹھا۔ اچانک اپنے آپ کو نلکے کے نیچے وضو کرتے پایا اور اس کے ساتھ ہی نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ جب اسے پتہ لگا کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں تو وہ خوش ہو گئی کہ دعا بہت جلد قبول ہو گئی۔ میری اہلیہ مرحومہ نے اپنے حسن عمل سے میری زندگی میں ایک پاک تبدیلی پیدا کر دی۔ اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرمائے"۔

— ○ ○ —

" مجھے ایک دفعہ عزیزم نصیرالدین صاحب عبیداللہ کے ہاں جانے کا موقع ملا۔ جبکہ وہ کیمبرلے (سرے) میں رہتے تھے۔ ان دنوں ان کے والد مرحوم واقف زندگی مولانا بشیرالدین صاحب عبیداللہ بھی ان کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اور عزیزم نصیرالدین کے بڑے بھائی منیرالدین عبیداللہ بھی ان کے ساتھ رہتے تھے۔ باتوں باتوں میں دونوں بھائیوں نے اپنے والد صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ ابا جان معلوم نہیں کیا وجہ ہے کہ ہمیں تو اکثر منذر خوابوں کی وجہ سے آمد کا ایک خاطر خواہ حصہ صدقوں میں دینا پڑتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر چندہ عام باشرح اور بروقت ادا کر دیا جائے۔ تو پھر خدا کے فضل سے ایسے صدقات کی نوبت ہی نہیں آتی۔ چنانچہ ان کی وہ بات میں نے اس وقت سے پلے باندھ لی جو کہ میں نے اب تک باندھی ہوئی ہے اور میں اپنی آمد پر فوری چندہ ادا کر کے سانس لیتا ہوں۔ شاید یہ باقاعدگی سے باشرح اور بروقت چندوں کی ادائیگی کی برکت ہے کہ خدا کے فضل سے مجھے کبھی کوئی ایسی ویسی خواب نہیں آتی۔ اور خدا تعالیٰ نے غیر معمولی حادثات و نقصانات سے ہمیشہ اس عاجز کی حفاظت فرمائی ہے۔ الحمدللہ۔

اسی طرح جب میری بیوی سعیدہ بیگم صاحبہ (مرحومہ) یہاں آئیں۔ تو میں انہیں اپنی تنخواہ کا بند پیکٹ دے دیتا تھا۔ میرے سامنے وہ پیکٹ دعا کر کے کھولتیں اور رقم گن لیتی تھیں۔ پھر چندے کا حساب کرتیں۔ اور وہ رقم مجھے رسید کاٹنے کے لئے دے دیتیں کیونکہ ان دنوں میں اپنے حلقہ کا سیکرٹری مال بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل ہے کہ اب میری اولاد بھی ماشاءاللہ اسی اصول پر عمل کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو نیکیوں پر دوام عطا فرمائے۔

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

Monday 1st April 1996

11.30	Tilawat
11.45	Darsul Malfoozat
12.00	Dil Bar Mera Yehi Hai - Ch Hadi Ali Sb
12.30	Learning Languages with Huzur Lesson 85, Part 2
13:00	M.T.A. News
13.30	Around the Globe.
14.00	Tilawat
14.10	Tarjumatul Qur'an Class No123
15.15	MTA Variety.
16.50	Liqaa Ma'al Arab
16.50	Qaseedah
18.00	Opening Ceremony of the 24 hours Services by Hadhrat Khalifatul Masih the IV

Tuesday 2nd April 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News, Children's Class: Tarteel ul Quran.
01.00	Liqaa Ma'al Arab, No1
02.00	Islamic Teaching, Islami Akhlaq by Laiq Ahmad Tahir sahib.
03.00	Learning French, No 1
04.00	Learning Languages with Huzoor, Lesson 86
05.00	Quran Class
06.00	Tilawat, Hadith, News, Children's Class: Tarteel ul Quran.
07.00	MTA Sports, Kabaddi
08.00	Speech by H. U. Rehman. Pushto.
09.00	Liqaa Ma'al Arab, No.1
10.00	Learning Languages with Huzoor, Lesson 86
11.00	Last Civilisation, No.1, Bangla
12.00	Tilawat, Hadith, News, Children's Class: Tarteel ul Quran.
13.00	From the Archive: Address by Huzoor Oslo, Norway
14.00	Quran Class, Rec.1/4/96
15.00	Learning Chinese, Lesson 1
16.00	Tilawat, Hadith, News, Children's Class: Tarteel ul Quran.
17.00	Liqaa Ma'al Arab, No.2
18.00	Tilawat, Hadith, News, Children's Class: Tarteel ul Quran.
19.00	Aktivitaeten Frankfurter bookfair 95, German
19.20	Abenteuerliche Freizeit
20.00	Learning Languages with Huzoor
21.00	Around the globe: Hamari Kaenat.
22.00	Quran Class, 2/4/96
23.00	Medical Matters

Wednesday 3rd April 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Lets Learn Salat No 1
1:00	Liqaa Ma'al Arab No.2 (R)
2:00	Around The Globe - Hamari Kaenat
3:00	Learning Chinese with Osman Chou Sb - Lesson No 1 (R)
3:30	Book Reading - With Love to Chinese
4:00	Learning Languages with Huzoor - Lesson No 85
5:00	Quran Class - 2.4.96 (R)
6:00	Tilawat, Hadith, News
6:30	Children's Class Lets Learn Salat 1
7:00	(1)Medical Matter (R) (2) First Aid
8:00	Siraiki - Friday Sermon 29.4.94
9:00	Liqaa Ma'al Arab No2 (R)
10:00	Learning Language with Huzoor - Lesson No 87 (R)
11:00	Bangla Discussion Quran No 9
12:00	Tilawat, Hadith, News
12:30	Children's Corner - Lets Learn Salat 1
13:00	Indonesian Programme - Quiz Programme A92
14:00	Natural Cure - 3.4.96
15:00	Learning Language Arabic - Lesson No 1 and Tafseer-ul-Quran
16:00	French Programme - Presentation of Ahmadiyyat No1 Question and Answer Session 27.7.95
17:00	Liqaa Ma'al Arab No3
18:00	Tilawat, Hadith, News
18:30	Children's Corner - Lets Learn Salat 1
19:00	German Programme (1)Wie Ich Eine Muslima Geworden Bin (2) Kinder Paradise No1
20:00	Learning Language with Huzoor - Lesson No 88
21:00	MTA Lifestyle - Cooking Lesson - Karachi Kitchen - Sewing Lesson
22:00	Natural Cure 3.4.96
23:00	MTA Variety - Interview Hamari Tarikh No1

Thursday 4th April 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran 2
01.00	Liqaa Ma'al Arab, No.3
02.00	MTA Lifestyle-Cooking Lesson + Sewing Lesson (R)
03.00	Learning Arabic Lesson No 1 + Tafseer-ul-Quran
04.00	Learning Languages with Huzoor, Lesson 85
05.00	Natural Cure 3.4.96
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner Tarteel-ul-Quran No 2
07.00	MTA Variety - Hamari Tarikh No 1 (R)
08.00	Sindhi Friday Sermon 7.1.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab, No.3
10.00	Learning Languages with Huzoor, Lesson 85
11.00	Bangla Last Civilisation No 2
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner: Tarteel ul Quran, No.2 (R)
13.00	From The Archives - Address By Huzoor -Pakistan
14.00	Natural Cure 4.4.96
15.00	(1)Learning Norwegian No 1 (2) Norwegian Programme. Spotlight on Norway
16.00	Bosnian Programme- (1) Ahmadiyyat The True Islam (2) Introduction of a book against Ahmadiyyat
17.00	Liqaa Ma'al Arab, No.4
18.00	Tilawat, Hadith, News, Children's Corner: Tarteel ul Quran, No.2
19.00	German Programme (1) Die Stellung Der Frau Im Islam (2) Islamische Press Schau
20.00	Learning Languages with Huzoor, Lesson 89
21.00	MTA Entertainment -(Lajna) Speech Competitions
22.00	Natural Cure 4.4.96
23.00	Quiz Programme (1) Quiz Nusrat Jehan Academy (2) Bait Bazi Nasirat

Friday 5th April 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat 2
01.00	Liqaa Ma'al Arab, No.4
02.00	MTA Entertainment - Speech Competitions (R)
03.00	Learning Norwegian No 1 (R)
04.00	Learning Languages with Huzoor, Lesson 89
05.00	Natural Cure 4.4.96
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat 2
07.00	(1)Quiz (2) Bait Bazi
08.00	Pushto - Talk by Mr D Khan and Dr A Rsaheed
09.00	Liqaa Ma'al Arab, No.4
10.00	Learning Languages with Huzoor, Lesson 89
11.00	Bangla Fatwa Discussion Jehad Bil Quran No 215
12.00	Tilawat, Hadith, News,
12.30	Children's Corner: Let's Learn Salat No.2
13.00	Friday Sermon, Live
14:00	Friday Sermon
15.00	Mulaqat with Urdu speaking friends 5.4.96
16.00	Bosnian Training Class No 174
17.00	Liqaa Ma'al Arab, 2.4.96
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner: Let's Learn Salat 2
19.00	German Programme: Introduction of Books on Islam (2) Die Warheit Des Islams (3) Interview of a German Family
20.00	Learning Languages with Huzoor, Lesson 90
21.00	Meet Our Friends
22.00	Friday Sermon
23.00	Medical Matters (1) Health of Mother and Child No 2 (2) First Aid

Saturday 6th April 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran No 3
01.00	Liqaa Ma'al Arab, 2.4.96
02.00	Mulaqat with Urdu speaking friends 5.4.96
03.00	Learning French Lesson 2
04.00	Learning Languages with Huzoor , Lesson 90
05.00	Friday Sermon
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner : Tarteel-ul-Quran No3
07.00	Medical Matters (1) Health of Mother and Child No 3(2)First Aid
08.00	Siraiki Friday Sermon 15.4.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab, 2.4.96
10.00	Learning Languages with Huzoor No 90
11.00	Bangla Hinduism - Al-Haj A Taufiq
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner: Tarteel ul Quran, No.3
13.00	From The Archives - Huzoor's Address Rabwah Pakistan
14.00	Mulaqat with Children 6.4.96
15.00	Learning Chinese No 2 (2) Book Reading with Love to Chinese Brothers
16.00	Turkish Programme - Ahmediyet Yenigercek Islam by Dr A Ghaffar Khan
17.00	Liqaa Ma'al Arab, 3.4.96
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner: Tarteel ul Quran, No.3
19.00	German Programme (1)Feeling Bosnians (2) Youth Discussion (3) Huebsche Antworten
20.00	Learning Languages with Huzoor No 91
21.00	Islamic Teachings: Islami Akhlaq by Laiq A Tahir
22.00	Mulaqat with Children 6.4.96
23.00	MTA Entertainment (1) Handicraft Exhibition of Nasirat (2) Passing Out Nusrat Jehan Academy

Sunday 7th April 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner: Let's Learn Salat 3
01.00	Liqaa Ma'al Arab, 3.4.96
02.00	Islamic Teachings - Islami Akhlaq by Laiq A Tahir
03.00	Learning Chinese (1) Lesson No 2 (2) Book Reading with Love to Chinese Brothers
04.00	Learning Languages with Huzoor
05.00	Mulaqat with Urdu speaking friends 6.4.96
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat 3
07.00	Meet our Friends
08.00	Sindhi Friday Sermon 14.1.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab, 3.4.96
10.00	Learning Languages with Huzoor No 91
11.00	Bangla Hotel Sheraton Tabligh Seminar
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner: Let's Learn Salat No.3
13.00	Indonesian Programme - Quiz
14.00	Mulaqat with English speaking friends
15.00	Learning Norwegian No 2
16.00	Albanian Programme
17.00	Liqaa Ma'al Arab 4.4.96
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner: Let's Learn Salat, No.3
19.00	German Programme (1) How I Became an Ahmadi Muslim (2) Nazm
20.00	Learning Languages with Huzoor No 92
21.00	Around The Globe: Hamari Kaenat
22.00	Mulaqat with English speaking friends 7.4.96
23.00	A Letter from London

Monday 8th April 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran No4
01.00	Liqaa Ma'al Arab 4.4.96
02.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
03.00	Learning Norwegian
04.00	Learning Languages with Huzoor Lesson No 92
05.00	Mulaqat with English Speaking Friends 7.4.96
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran No 4
07.00	A Letter From London
08.00	Siraiki Programme Friday Sermon 22.4.90
09.00	Liqaa Ma'al Arab 4.4.96
10.00	Learning Language with Huzoor Lesson No 92
11.00	Bangla - Tabligh Seminar
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner: Tarteel ul Quran, No.4
13.00	Indonesian Programme - Quiz
14.00	Quran Class No122, 8.4.96
15.00	Learning French Lesson No 1
16.00	Norwegian Prog (1) Contemporary Issues: Islam and other religions
17.00	Liqaa Ma'al Arab No 4
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner: Tarteel Ul Quran, No.4
19.00	German Prog - Fragen Zu Thema (1st episode) (2) Spiritual Adventages of Muslim In Germany
20.00	Learning Languages with Huzoor Lesson No 93
21.00	Islamic Teachings - History Of Ahmadiyyat By B.A.Rafiq
22.00	Quran Class No 122
23.00	MTA Sports: Volley Ball

Tuesday 9th April 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News,
00.30	Children's Corner: Let's Learn Salat 4
01.00	Liqaa Ma'al Arab No 4
02.00	Islamic Teachings - History of Ahmadiyyat By B.A. Rafiq
03.00	Learning French Lesson 4
04.00	Learning Languages with Huzoor Lesson 93
05.00	Quran Class No 122
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat 4
07.00	MTA Sport: Volley Ball
08.00	Pushto: Speech by Irshad Ahmad Khan
09.00	Liqaa Ma'al Arab No 4
10.00	Learning Languages with Huzoor
11.00	Bangla Friday Sermon 20.5.94
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner: Let's Learn Salat No.4
13.00	From The Archives: Interview - Huzoor-Tilford UK
14.00	Quran Class
15.00	Learning Chinese No 3(2)Book Reading with Love to Chinese Brothers
16.00	Turkish Prog (1) Barkate Khilafat (2) The Introduction of a Turkish Ahmadi
17.00	Liqaa Ma'al Arab
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner: Let's Leran Salat No.4
19.00	German Prog (1) Islamische Presse Shau Part 7 (2) Wie Kommen Muslimas Mit Ihrem Pardah Klar (3) Nazm
20.00	Learning Languages with Huzoor Lesson 94
21.00	Around The Globe: Hamari Kaenat
22.00	Quran Class No 123
23.00	Medical Matters (1) Health of Mother and Child (2) Firsty Aid

Wednesday 10th April 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner: Tarteel-ul-Quran No 5
01.00	Liqaa Ma'al Arab No 5
02.00	Around The Globe: Hamari Kaenat
03.00	Learning Chinese No 3 (2) Book Reading With Love to Chinese Brothers
04.00	Learning Languages with Huzoor Lesson nO 94
05.00	Quran Class No 123
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran No 5
07.00	Medical Matter (1) Health Of Mother and Child (2) First Aid
08.00	Siraiki Friday Sermon 16.1.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab No 5
10.00	Learning Languages with Huzoor No 5
11.00	Bangla: Mulaqat 1.1.95
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner: Tarteel ul Quran, No.5
13.00	Indonesian Prog - Interview of Indonesian brothers Jalsa Salana '95
14.00	Natural Cure - Homeopathy Lesson 148
15.00	Learning Arabic Lesson No 2 and Tafseer-ul-Quran
16.00	French Prog - Question and Answer 5.11.94
17.00	Liqaa Ma'al Arab No 6
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner: Tarteel Ul Quran, No.5
19.00	German Prog (1) Islamische Presse Scau part 8 (2) Kinder - Paradis
20.00	Learning Languages with Huzoor Lesson No 94
21.00	MTA Lifestyle Cooking Lesson - Perahan
22.00	Natural Cure Lesson 148
23.00	MTA Variety - Hamari Tarikh by Abdul Rehamn Sb (Advocate)

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 3 Friday, March 29, 1996 No. 13

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مئورخ احمدیت)

مقالات یوسفی پر ایک نظر

جناب مولوی محمد یوسف صاحب لدھیانوی کے مضامین کا ایک مجموعہ "مقالات یوسفی" کے زیر عنوان کراچی سے شائع ہوا ہے جس کے بعض اہم اور دلچسپ اقتباسات قارئین کی ضیافت طبع کے لئے سپرد قلم کئے جاتے ہیں:

ناکارہ، منہ پھٹ اور گستاخ

مئولف کتاب مولوی بنوری صاحب سے ملاقات کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"۱۳۸۸ھ کے حج کا قصہ ہے۔ ایک دن نماز عصر کے بعد مسجد حرام میں حضرتؒ نے اس ناکارہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا آؤ تمہیں اپنے ایک دوست سے ملا کر لاؤں۔ ان دنوں حرم شریف میں کنکریٹ کا فرش ہوتا تھا اور اکابر اہل علم کی خاص خاص جگہیں گویا متعین ہوتی تھیں۔ ان کے متعلقین اور دوست واحباب، جن کو ملاقات کرنی ہوتی تھی ان کے ڈیروں پر پہنچ جاتے تھے۔ حضرت مجھے اس جگہ جہاں آب زمزم شریف کی سیڑھیاں ہیں، لے گئے۔ غالباً یہ بزرگ شیخ حسن مشاط مالکی تھے۔ مگر وہ اپنے ڈیرے پر موجود نہیں تھے۔ اس لئے ہم واپس آ گئے۔ آتے ہوئے حضرت نے بتایا کہ یہ میرے بڑے قدیم دوست ہیں اور آج سے تیس سال پہلے انہوں نے مجھ سے حدیث کی اجازت لی تھی۔ یہ ناکارہ منہ پھٹ گستاخ تو تھا ہی کہ ع

کرمہائے تو مارا کرد گستاخ

نہایت بے تکلفی سے عرض کیا "اور حضرت! ہمیں تو آج تک توفیق نہیں ملی"......

اس ناکارہ کا مزاج کچھ ایسا ہے کہ نہ تو اپنی وہ سندیں جو مدرسہ سے ملی تھیں، انہیں محفوظ رکھا، نہ اکابر سے سند اجازت حاصل کرنے کا کبھی شوق ہوا۔ بس یہ خیال رہتا تھا کہ جب اپنے کو آتا جاتا کچھ نہیں تو سند لے کر کیا کریں گے؟ اس کے باوجود اس ناکارہ کو تین اسانید اجازت گویا زبردستی مل گئیں"۔

(مقالات یوسفی صہ ۴۰)

☆☆

جلسہ سیرت النبیؐ کے موقع پر ہنگامہ آرائی

اس کتاب میں بنوری صاحب کو بڑے بڑے القاب سے نوازا گیا ہے مثلاً بے تاج بادشاہ، اقلیم علم کا تاجدار، مسند ولایت کا صدر نشین، گلشن دین کا باغبان، حریم نبوت کا پاسبان، ولی اللہی سلسلہ کا امین، قاسمی حکمت کا راز دان، انوری علوم و معارف کا وارث، علم و معرفت کا بحر مواج، اسرار شریعت کا نکتہ رس، شجرہ سیادت کا گل سرسبد، حسینی خانوادہ کا چشم و چراغ، دودمان نبوت کا چراغ اور سیادت و قیادت کا آفتاب، الامام المجاہد فی سبیل اللہ۔ (صفحہ ۱۵، ۳۶)۔

لدھیانوی سانچہ میں ڈھلے ہوئے خطابات آپ ملاحظہ فرما چکے اب آیئے ان "حضرت" کے پہلے معرکہ جہاد کی تفصیل معلوم کریں جو انہوں نے جماعت احمدیہ پشاور کے جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف شرمناک مظاہرہ کی شکل میں کیا۔ لکھا ہے:

"حضرت فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے وطن پشاور تشریف لائے تو وہاں کے سرکاری حلقوں اور انگریزی خواں نوجوانوں میں قادیانیت کا خاصا اثر و رسوخ تھا۔ وہ کھلم کھلا قادیانیت کی تبلیغ کرتے اور "یوم النبی" کے نام پر جلسہ عام بھی کرتے۔ مرزائیوں کی یہ کھلے عام مرتدانہ سرگرمیاں حضرتؒ کی "ایمانی غیرت" کے لئے چیلنج کی حیثیت رکھتی تھیں اور ان کا انسداد ضروری تھا۔ حضرتؒ فرماتے تھے کہ قادیانیوں نے حسب عادت "یوم النبی" کا اعلان کیا اور اس کے اشتہارات لگائے۔ میں نے اور میرے رفیق مولانا لطف اللہ نے باہم مشورہ کیا کہ قادیانیوں کی اس جرات کا سدباب ہونا چاہئے۔ چنانچہ ہم نے طے کر لیا کہ یہ جلسہ نہ ہونے دیا جائے گا۔ جلسہ کی تاریخ آئی اور قادیانیوں نے مقررہ جگہ پر جلسہ کے انتظامات کے بعد کاروائی شروع کی تو ہم لوگ بھی اسٹیج پر پہنچ گئے۔ قادیانیوں کی طرف سے جلسہ کے صدر کا نام تجویز ہوا تو میں نے فوراً اٹھ کر اعلان کر دیا کہ یہاں جلسہ مسلمانوں کا ہوگا اور میں جلسہ کی صدارت کے لئے فلاں صاحب کا نام پیش کرتا ہوں۔ اس اعلان کا جو نتیجہ ہونا چاہئے تھا وہی ہوا۔ ایک ہنگامہ مچ گیا، ہماری اور قادیانیوں کی ہاتھا پائی ہوئی، بالآخر حریف پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا، ہنگامہ کا سن کر پورا شہر ٹوٹ پڑا"۔

(ایضاً صہ ۴۳)

☆☆

قرآن میں اضافہ

لدھیانوی صاحب نے اپنے والد "حضرت مولانا مفتی نیاز محمد صاحب" کی نسبت یہ بتایا ہے کہ وہ "علم و فضل کے ساتھ انابت و خشیت اور نسبت مع اللہ میں بھی بہت بلند مقام پر فائز تھے۔ اخلاص و للہیت، بہادری و جوانمردی، عجز و انکساری اور حسن معاملہ میں اپنی مثال آپ تھے مرض الوفات میں اپنے متعلقین کو بہت قیمتی نصیحتیں فرمائیں"۔ (صفحہ ۳۷۸، ۳۷۹)

والد کے "روحانی اور مثالی مقام" کا ڈھنڈورا پیٹنے کے بعد ان کے ایک کارنامہ (اضافہ قرآن) کا بایں الفاظ ذکر کیا گیا ہے:

"بندہ کو وفات سے ایک روز قبل فرمایا کہ: "رب ادخلنی مدخل صدق (فی الجنة) واخرجنی مخرج صدق (من الدنیا بالرضا والرحمتہ) واجعل لی من لدنک سلطانا نصیراً"۔ میں نے قرآن کی اس دعا میں اضافہ کیا ہے میں یہ پڑھتا ہوں تم آمین آمین کہو۔ چنانچہ والد صاحب پڑھنے لگے اور بندہ آمین کہتا رہا"۔

(ایضاً صہ ۳۸۹)

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

بقیہ سانحہ ڈنبلین

سانحہ ڈنبلین سکولوں میں انسانی جانوں کے ضیاع کا کوئی پہلا واقعہ نہیں مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ اس پیمانے پر ایسا واقعہ برطانیہ میں نہیں ہوا تھا۔ دو سال پہلے مڈلز برا (MIDDLES BOROUGH) کے ایک سکول میں ایک شخص گھس آیا تھا اور کلاس میں داخل ہو کر ایک لڑکی کو چھرا مار کر ہلاک کر دیا تھا اور ابھی پچھلے دنوں لندن کے ایک سکول کے گیٹ کے باہر سکول کے ہیڈ ماسٹر کو جو اپنے سکول کے ایک بچے کو بچانے کی خاطر باہر نکلا دوسرے لڑکوں نے چھرا گھونپ کر ہلاک کر دیا تھا۔ ان واقعات سے لازماً انگلستان کے عوام میں شدید بے چینی کی لہر دوڑ گئی تھی اور اب ڈنبلین کے اس واقعہ کے بعد وہ ایسے قوانین بنانے کے حق میں ہیں جن سے کہ ان کی درسگاہیں محفوظ ہو سکیں اور چونکہ عوام کی اکثریت یہ سمجھتی ہے کہ ٹی وی پر مار دھاڑ کی فلمیں جو آئے روز دکھائی جاتی ہیں اور جسمانی و جنسی تشدد کے واقعات جو بچے دیکھتے ہیں ان سے ان کے ذہن مسموم ہو جاتے ہیں اس لئے ان کے خلاف بھی کوئی قانون ہونا چاہئے۔ چنانچہ آجکل ایک ایسے قانون کے بارے میں سوچا جا رہا ہے جس سے کہ ٹیلی ویژن کے اندر ایک آلہ نصب کر دیا جائے گا جو ایسے تمام مناظر کو سکرین پر آنے سے روکے گا اس آلہ کو V Chip کا نام دیا جا رہا ہے۔ امریکہ میں صدر کلنٹن نے اجازت دے دی ہے کہ ۱۹۹۸ء کے بعد امریکہ میں بننے والا ہر ٹی وی سیٹ اس آلہ سے مزین ہوگا۔ یہ آلہ کینیڈا کے ایک الیکٹریکل انجینئر پروفیسر کی ایجاد ہے اور اس کی قیمت صرف ۶۰ پنس ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سانحہ ڈنبلین کی تحقیقات سکاٹ لینڈ کے ایک جج لارڈ CULLEN کر رہے ہیں اور امید ہے کہ وہ اپنی سفارشات ستمبر ۹۶ء تک حکومت کو پیش کریں گے مگر اس عرصہ کے دوران حکومت بعض تدابیر اختیار کر رہی ہے مثلاً ہتھیاروں کی ایمنسٹی کا اعلان زیر غور ہے اور خیال ہے کہ اس کی وجہ سے ملک میں جو ایک ملین ممنوعہ ہتھیار زیر استعمال ہیں ان کا اکثر حصہ عوام جمع کرا دیں گے۔

ڈنبلین کے سانحہ کا پورے ملک میں سوگ منایا گیا۔ برطانوی دارالعوام میں وزیر اعظم سمیت تمام سیاستدانوں نے اس کی شدید مذمت کی۔ حکومت نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اسلحہ رکھنے کے قانون کو اور سخت کرے گی اور اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ ہملٹن جیسے مخبوط الحواس لوگوں کے ہاتھ میں اسلحہ نہ آئے۔ کئی سیاستدانوں نے ٹی وی پر مار دھاڑ اور جنسی تشدد کے واقعات کی مذمت کی اور کہا کہ ایسی فلمیں دیکھنے سے ناپختہ ذہنوں میں یہ بات جاگزیں ہو جاتی ہے کہ ایسا کرنا زندگی کا معمول ہے اس لئے ایسی فلموں پر بھی پابندی لگنی چاہئے۔

ملک کی ایک مشہور پروگرام پروڈیوسر JONE BLAKE WELL نے سوسائٹی میں ان خطرات کو بھانپتے ہوئے لکھا:

"آج سے چالیس سال بعد نمودار ہونے والے PSYCHOPATHIC قاتل آج ہمارے زمانے میں اس طرح پل رہے ہیں کہ انہیں اپنے خاندان سے پیار تک نصیب نہیں، وہ زمانے بھر کے دھتکارے ہوئے ہیں اور اکثر ان میں سے جسمانی اور جنسی تشدد کا شکار بھی ہیں جس کی وجہ سے ان کے دلوں میں دوسروں کے لئے بڑی نفرت پائی جاتی ہے جو بڑے ہو کر انتقامی جذبہ پر منتج ہوگی۔"

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سانحہ کے متاثرین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے حکومت کے ارباب اختیار کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ ملک میں سخت قوانین بنانے کی بجائے زور اس بات پر دینا چاہئے کہ ان عوامل کی بیخ کنی کی جائے جن کی وجہ سے بربریت کے ایسے واقعات نمودار ہوتے ہیں۔ محض قانون سازی سے جرائم کے سیلاب کو روکا نہیں جا سکتا بلکہ ان نفسیاتی بیماریوں کا علاج ضروری ہے جن سے مغلوب ہو کر یا بعض ناکامیوں پر انتقامی جذبات کے زیر اثر مخبوط الحواس لوگ ایسی حرکات بجا لاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ارباب اختیار کو ٹی وی پروگراموں اور اخبارات میں شائع ہونے والے مواد کی اصلاح کی طرف سنجیدگی سے توجہ دینی چاہئے کیونکہ انہی ذرائع سے متاثر ہو کر بہت سے لوگ نفسیاتی امراض کا شکار ہو جاتے ہیں جو بالآخر اس قسم کے حادثات پر منتج ہو جاتے ہیں۔

ضروری اعلان

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر ہر جمعہ کے روز اردو میں اور ہر اتوار کے روز انگریزی میں سوالات کے جوابات بیان فرماتے ہیں۔ اگر آپ کے ذہن میں کوئی سوال ہو اور آپ اس کا جواب چاہتے ہوں تو سوال انگریزی یا اردو میں لکھ کر بذریعہ ڈاک یا بذریعہ فیکس مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے نام لندن بھجوا دیں۔ انشاء اللہ اولین فرصت میں وہ سوالات حضور انور کی خدمت میں پیش کر دئے جائیں گے۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد